ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

پاکستان میں حفاظت اسلام کا علمبردار

62/

غیر مسلموں کے ساتھ تعاون وعدم تعاون

قرآن پاک کی نظر میں

لَا یَنْہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ

اللہ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اللہ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع کرتا ہے۔ جو تم سے دین کے بارے میں لڑتے ہوں' اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور تمہارے نکالنے میں مدد کی ہو اور جو شخص ایسوں سے دوستی کرے گا۔ سو گناہ گار ہوں گے

پارہ نمبر ۲۸ سورہ ممتحنہ رکوع نمبر ۲

صدیق و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم امت مسلمہ کا عظیم سرمایہ ہیں

اس عقیدہ کی حفاظت کرنا بھی جرم بنتا جا رہا ہے

از
حضرت مولانا محمد یوسف
صاحب بنوری،
دامت برکاتہم

اس حقیقت کا اظہار بار بار کیا گیا کہ مملکت خداداد پاکستان حق تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔ جو شدید مدید ابتلاء کے بعد عطاء ہوئی ہے۔ قانون الٰہی یہ ہے، کہ اگر نعمت کا شکریہ ادا کیا جائے تو نعمت میں روز افزوں ترقی ہوتی ہے اور ناشکری پر زوال کا ہی نہیں بلکہ انتقام کا بھی خطرہ لاحق رہتا ہے۔ جو فرد یا قوم کسی نعمت کے استعمال اور اس کا شکریہ ادا کرنے میں نااہل ثابت ہو اس سے نہ صرف یہ کہ وہ نعمت سلب کر لی جاتی ہے بلکہ اس بے قدری نعمت پر اسے ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے۔ ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

اس نعمت الٰہی کا شکریہ تھا کہ یہاں ایک خدا ترس اور صالح حکومت قائم ہوتی جو ملک و ملت کی بے لوث خدمات انجام دیتی۔ قانون الٰہی کے سایہ رحمت میں یہاں ایک صالح معاشرہ تشکیل پاتا۔ جو اقوام عالم کے سامنے اسلام کے مثالی معاشرہ کا نمونہ پیش کرتا یہاں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کو نافذ کیا جاتا جو اس کائنات کے لئے حق تعالیٰ کی آخری نعمت، انتہائی رحمت نجات و فلاح کا آخری پیام اور سعادت دارین کا واحد راستہ ہے ہماری عدالتیں عدالت نبوت سے منور ہوتیں، قانون الٰہی کے سایہ رحمت تلے پوری قوم چین کی زندگی بسر کرتی فوج ہو یا پولیس دفتر ہو یا دکان کارخانہ ہو یا تجارت ہر طرف اسلامی قانون کے انوار جگمگاتے، قلب کو سکون اور دماغ کو راحت میسر آتی، ملعون زندگی ملعون معاشرہ اور ظلم و ستم کی گرم بازاری یک قلم ختم ہو جاتی اور حق تعالیٰ کا ارشاد:

ولو ان اهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات من السماء والارض، ترجمہ: اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

کے مطابق برکات و تجلیات کا ظہور ہوتا اور ہر طرف اسلام کے روح پرور نظارے سامنے آتے مگر ہم شکر نعمت کے راستہ کو چھوڑ کر خدا فراموش قوموں کے راستے پر چلے، قرارداد مقاصد وغیرہ ...... میں فیصلہ ہوا تھا کہ ملک کا قانون کتاب و سنت کے مطابق ہوگا۔ کیا آج تک اس وعدہ کے ایفا کی توفیق ہوئی؟ یہاں حکومتوں پر حکومتیں بدلیں، کئی حکمران آئے اور کئی گئے۔ مگر ان سب میں قدر مشترک یہ تھی کہ ہر حکمران اپنے دور اقتدار میں اس سے پہلو تہی کرتا رہا۔ اور اس کے نتائج ہمارے سامنے آتے رہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ ہمارا ملک تجارت کی لائن میں کچھ آگے بڑھا، زراعت کے شعبہ میں کچھ ترقی ہوئی نادار اور متوسط طبقہ کے کچھ لوگ "مالدار" ہو گئے کچھ جھونپڑوں کے مکیں بنگلہ نشیں ہو گئے۔ کچھ بے روزگار افراد کو نوکری اور روزگار مل گیا۔ مگر کیا کسی "اسلامی حکومت" کا اہم کارنامہ بس یہی ہے جس پر فخر کیا جائے؟

دین کو چھوڑ کر ہمارے یہاں مادی ترقی کے لئے جو راستہ اختیار کیا گیا وہ ہلاکت و بربادی اور فساد و خون ریزی کی مہیب و تاریک وادیوں پر جا کر ختم ہوا، مال و دولت کی اندھی محبت، استحصال کے غلط طریقوں، متمول طبقہ کی ستم رانیوں، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور ہمارے "بزرجمہروں" کی مصنوعی منصوبہ بندی نے معاشرے میں زمین و آسمان کا معاشی تفاوت پیدا کر دیا۔ اس کے ردعمل میں طبقاتی کشمکش پیدا ہوئی جس نے بالآخر مجیب، بھاشانی اور بھٹو کی شکل اختیار کی اور دیکھتے ہی دیکھتے قوم کے امن و سکون کو نذر آتش اور ملک کو سنگین بحران سے دوچار کر دیا۔ ہماری فہم و فراست کی داد دینی چاہیئے کہ ہم تباہی کے اسی راستے پر اب تک دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ اور کسی کو یہ سوچنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ ہماری غلط روی کا نقطۂ آغاز کیا ہے اور اس کا انجام کیا ہوگا؟

ہم تو یہ سمجھتے ہیں — اور ایسا سمجھنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ اگر ہمارے ملک میں موجودہ دنیا کی چہل پہل نہ بھی ہوتی، عصر حاضر کے تمدن کی یہ رعنائیاں اور عقل فریبیاں نہ بھی ہوتیں، یہ بڑے بڑے بینک یہ بڑے بڑے کارخانے اور انڈسٹریاں، یہ دیو قامت محلات یہ حسین و جمیل کاریں نہ بھی ہوتیں بلکہ یہاں صرف صحیح مسلمان ہوتے، صحیح اسلامی معاشرہ ہوتا، رشوت کی گرم بازاری نہ ہوتی قتل و سفاکی کی بے رحمانہ و مجرمانہ وارداتیں نہ ہوتیں آئے دن کے یہ دردناک واقعات نہ ہوتے جن سے نہ کسی کی جان محفوظ، نہ عزت و آبرو، نہ مال و متاع۔ اغوا کے ہولناک حوادث اور تمدن و دولت کی فراوانی و طغیانی کے پیدا کردہ حیا سوز مناظر نہ ہوتے، یہ لاکھ پتی کروڑ پتی اور ارب پتی نہ ہوتے، یہ بڑے بڑے کاغذی منصوبے نہ بھی ہوتے یہ اربوں کے غیر ملکی قرضے نہ بھی ہوتے صرف اسلامی عدالت کا محکمۂ عدل و انصاف ہوتا۔ مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہوتی۔ دین محفوظ ہوتا، اخلاق پاکیزہ ہوتے، تقویٰ و طہارت، اخوت و مواسات، ہمدردی و خیر خواہی کا قابل رشک معاشرہ ہوتا۔ سبحان اللہ کیا عجیب منظر ہوتا اگر اسلامی تعلیمات کی صحیح ترویج اور اسلامی معاشرہ کی صحیح تشکیل ہوتی۔ تو نہ صوبائی عصبیت کو سر اٹھانے کا موقع ملتا، نہ بنگلہ دیش کی تحریک کا کہیں نام و نشان ہوتا نہ ملک کی سالمیت کو خطرات لاحق ہوتے یہ جو کچھ ہو رہا ہے ہماری بدترین مجرمانہ غفلت کے نتائج ہیں جو سامنے آ رہے ہیں۔

اچھا جانے دیجیئے نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا۔ پاکستان اسلامی ملک کی حیثیت سے کم از کم اتنے دینی تقاضوں کو تو پورا کرتا کہ جو لوگ صحیح مسلمان رہنا چاہتے ہوں وہ آزادی سے زندگی بسر کر سکتے، دین پر الحاد و زندیقیت کے جو حملے ہر چہار طرف سے ہو رہے ہیں ان کا دفاع کر سکتے اسکولوں اور کالجوں میں نئی پود کی اسلامی تعلیم و تربیت ہوتی اور اسے اخلاقی بگاڑ سے بچایا جا سکتا ہے۔ الغرض ہمارا دین ہر طرح سے محفوظ ہوتا تب بھی غنیمت تھا۔ لیکن صد افسوس کہ اب تو نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ اس اسلامی ملک میں اسلام بھی محفوظ نظر نہیں آتا۔ اہل باطل تو جو چاہیں کریں۔ اور اہل حق کو اتنی بھی اجازت نہیں کہ وہ حق کو حق اور باطل کو باطل کہہ سکیں، ذرا کچھ کہا جائے تو اسے "فرقہ وارانہ اختلاف" کہہ کر جرم قرار دیا جاتا ہے، اور ان حق پرست "مجرموں" کو ان تمام مراحل سے گذرنا پڑتا ہے جس کے مستحق اخلاقی مجرم ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ مبینہ قتل کے ملزم قابل ضمانت سمجھے جاتے ہیں۔ مگر حق گوئی کا جرم عظیم ناقابل ضمانت قرار دیا جاتا ہے۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے بند کر دیا ہے آپؐ کی امت آخری امت ہے اور قرآن کریم آخری پیغام الٰہی ہے اس کے بعد اور کوئی وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں آئے گی نہ آ سکتی ہے نئی نسل کو اتنا سمجھانا بھی اب جرم ہوتا جا رہا ہے۔ صدیقؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ (رضی اللہ عنہم اجمعین) امت مسلمہ کا عظیم سرمایہ ہیں، اس عقیدہ کی حفاظت کرنا بھی جرم بنتا جا رہا ہے خلفائے راشدین

صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

جمعہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

مطابق

۵ نومبر ۱۹۷۱ء

جلد	۱۴
شمارہ	۴۲
فی پرچہ	۴۰ پیسے

بدل اشتراک

سالانہ	۲۰/۰ روپے
مشرقی پاکستان (ہوائی ڈاک سے)	۲۵/۰ ؍
ششماہی	۱۰/۰ ؍
مشرقی پاکستان (ہوائی ڈاک سے)	۱۲/۰

ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵

ترسیل زر

آرڈر، شکایات و دیگر امور کے لئے پتہ

شعبہ ادارت ترجمان اسلام

چوک رنگ محل لاہور

• جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ، لفافہ یا ۲۵ پیسے کے ڈاک ٹکٹ ہمراہ ضروری ہے۔

تلک الایام نداولھا بین الناس

صراحت

احمد حسین کمال

مشرقی پاکستان کے ضمنی انتخابات

مشرقی پاکستان میں ضمنی انتخابات کا مرحلہ شروع ہو گیا ہے۔ جن حالات میں یہ مرحلہ شروع ہوا ہے۔ انہیں عام اور مکمل معمول کے مطابق نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم یہ ضمنی انتخابات گذشتہ سال کے عام انتخابات سے کہیں زیادہ اہمیت اور دور رس اثرات کے حامل ثابت ہوں گے۔

پاکستان کے بارے میں ہندوستان نے جو عالمگیر رسوا کن مہم جاری کر رکھی ہے۔ اس کا مکمل بطلان ان انتخابات کے حالات و نتائج پر منحصر ہے۔ نیز ملک کے مستقبل کا بھی بیشتر انحصار ان ضمنی انتخابات کے حاصل پر ہی ہے یہ انتخابات اگر بالکل غیر جانبدارانہ اور آزادانہ ماحول میں ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے نتائج کے مطابق ملک کی سیاسی زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے تو اس سے بھارت کا وہ تمام پروپیگنڈہ بھی باطل ہو جائے گا۔ جس کے ذریعہ وہ دنیا بھر کو یہ باور کرا رہا ہے کہ پاکستان کے فوجی حکمران اپنے ملک میں جمہوریت اور عوامی اقتدار کے حق میں نہیں (یں) نیز بیرونی دنیا پر یہ واضح ہو جائے گا۔ کہ مشرقی پاکستان میں حکومت کے اقدامات کا مقصد جمہوریت کی بحالی کو روکنا نہیں تھا۔ بلکہ پاکستان کو تقسیم و تباہی سے بچانا مقصود تھا

آزاد اور غیر جانبدار ضمنی انتخابات کے نتائج اور ان کے مطابق سیاسی عمل کے آگے بڑھنے سے مشرقی پاکستان کے عوام میں مکمل اعتماد پیدا ہو سکے گا۔ اور مغربی پاکستان میں شک و شبہ کی فضا ختم ہو سکے گی۔

اس کے علاوہ علیحدگی پسند اور علاقائی ذہنیت کے حامل افراد و گروہوں کے لئے بھی یہ موقعہ باقی نہیں رہے گا کہ وہ سیاسی آزادی کے حصول کی جدوجہد کے نام پر ملک میں تفریق و کشمکش باقی رکھ سکیں۔

پاکستان کے گذشتہ انتخابات جو ۲۴ سال گذر جانے کے بعد پاکستان کے پہلے عام انتخابات تھے۔ دنیا بھر میں نہایت مثالی و آزادانہ اور غیر جانبدارانہ تسلیم کئے گئے ہیں، مشرقی پاکستان کے ضمنی انتخابات بھی اگر اسی ماحول میں ہوئے تو کسی بھی مخالف اور دشمن کو یہ جرأت نہیں ہو سکے گی کہ وہ انتخابات کے نتائج اور اس کے مطابق ہونے والے سیاسی عمل پر انگلی اٹھا سکے۔ اور دوستوں کے لئے تو یہ بات قابل فخر اور موجب اطمینان ہو گی۔

پاکستان کو آج دنیا پر یہ ثابت کرنا ہے کہ بھارت نے جمہوریت کشی اور عوام دشمنی کے جو الزامات اس پر عائد کئے ہیں۔ وہ سراسر لغو اور بے بنیاد ہیں۔

اس کے ساتھ ہی مشرقی پاکستان کے عوام کو یہ باور کرانا ہے کہ ان کے تمام حقوق اور پاکستان پر ان کا حق نہ صرف محفوظ ہے بلکہ ان کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ اور وہ بھی اپنے مغربی پاکستان کے بھائیوں کی طرح اپنے وطن کے مالک ہیں۔

نیز پاکستان بھر کے غریب عوام کسانوں و مزدوروں کو یہ یقین دلانا ہے کہ انتخابات کے ذریعہ ان کے مسائل کا حل ممکن ہے۔ اور وہ اپنی جدوجہد انتخابات کے پر امن راستے۔ اور جمہوریت کے دائرے میں جاری رکھ سکتے ہیں۔

غرضیکہ مشرقی پاکستان میں ہونے والے ضمنی انتخابات خارجی اور داخلی دونوں اعتبار سے پاکستان کے مستقبل کی تشکیل و تعمیر پر بہت گہرا اثر ڈالیں گے۔ اور مستقبل کی واضح راہ عمل ان کے نتائج سے متعین کی جا سکے گی۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ پاکستان کا مستقبل ایک صحیح اور خالص اسلامی دستور و نظام کے تحت عوامی اقتدار کی بحالی پر منحصر ہے۔

اور ضمنی انتخابات کا آزادانہ و غیر جانبدارانہ ماحول اور بے لاگ نتائج ہی اس امر کا فیصلہ کریں گے کہ پاکستان کے مستقبل کی یہ منزل قریب ہے یا دور۔ چنانچہ ساری قوم کی نگاہ ضمنی انتخابات اور ان کے نتائج پر لگی ہوئی ہے۔

(۲۲ اکتوبر ۱۹۷۱ء)

کھیل میں شاندار کامیابی

پاکستان کی ہاکی ٹیم نے حالیہ عالمی مقابلہ میں جو شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔ وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ اس مقابلہ کے کئی شاندار پہلو ہیں۔ اول یہ کہ پاکستان کی ہاکی ٹیم (باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک نور الہٰی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر ۲

ماہ رمضان

اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے کتاب حجۃ البالغہ میں اسلام کی عبادات و احکام کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔ یہ کتاب اتنی مشہور ہے کہ مصر والوں نے اسے اپنے ہاں چھاپا ہے ایک مصری عالم نے لکھا ہے کہ دین اسلام کی حکمتوں پر اس سے بہتر آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ یہاں حضرت شاہ صاحب کی اس شہرہ آفاق کتاب حجۃ البالغہ سے روزوں کی حکمتوں کے بارے میں کچھ اقتباسات دیئے جاتے ہیں

روزے صرف ایک مہینے کے لئے کیوں ہیں؟ اور صبح سے لے کر شام تک بجائے صبح سے دوسری صبح تک روزہ کیوں نہیں رکھا جاتا۔ حضرت شاہ صاحب نے اس پر بھی بحث کی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) روزہ ایک تریاق ہے جو انسانی زہروں کے دفعیہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ اس سے تکلیف بھی ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ روزوں کی تعداد بقدر ضرورت متعین ہو۔

(۲) کھانا پینا کم کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ کھانے پینے کی تعداد کم کر دی جائے۔ دوسرا یہ کہ کھانے پینے کے عادی اوقات میں زیادہ وقفہ کر دیا جائے۔ شرائع الٰہیہ میں دوسرے طریقے کو اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ گراں بار بھی نہیں ہے اور نفس کو اس سے اچھی خاصی تکلیف پہنچتی ہے۔ انسان بھوک پیاس کا فوری مزہ بھی چکھ لیتا ہے اور قوت بہیمیہ پر ایک قسم کی حیرت و دہشت بھی طاری ہو جاتی ہے۔

پہلے طریقہ میں انسان بتدریج کم ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کو اسے احساس نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۳) اب رہی یہ بات کہ روزے میں کھانے پینے کا وقفہ کتنا ہو۔ ظاہر ہے کہ عرب و عجم اور تمام صحیح المزاج لوگ اس پر متفق ہیں کہ صبح و شام دو وقت کھانا کھایا جائے۔ یا پھر شب و روز میں صرف ایک مرتبہ، بھوک کا مزہ بھی اسی وقت آتا ہے جبکہ صبح سے شام تک کچھ کھایا پیا نہ جائے

(۴) یہ بھی ضروری تھا کہ کھانا پینا ترک کرنے کا توقف بار بار عود کرتا رہے تاکہ نفس کو بار بار آگاہی ہوتی رہے اور اطاعت و انقیاد کے جذبات بار بار ابھرتے رہیں کیونکہ اگر ایسا نہیں ہے۔ تو پھر ایک دفعہ کی بھوک پیاس گو وہ کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو، کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

سب مسلمان ایک ہی وقت میں سحری کھائیں سب ایک وقت میں افطار کریں اور روئے زمین کے تمام مسلمان رمضان کا چاند دیکھ کر روزے شروع کریں اور شوال کا پہلا چاند دیکھ کر ختم کریں۔ شاہ صاحب اس کی حکمت اور فائدہ یہ بتاتے ہیں۔

مسلمانوں کا اجتماعی مسلمانوں کے اندر اتفاق و یکجہتی پیدا کر دیتا ہے۔ خواص و عوام کے حق میں ملکوتی برکات کا موجب بن جاتا ہے۔

روزے ماہ رمضان میں کیوں؟

روزے کا مقصد اولین دراصل نفس کی اس طرح اصلاح

اجتماعی عمل کی حیثیت سے

روزے مسلمانوں میں اتفاق

و یک جہتی پیدا کرتے ہیں

کرنا اور تزکیہ ہے کہ اس کے اندر جو قوت بہیمیہ ہے جس کا اپنا مفید مصرف ہے وہ اس نفس کی قوت ملکیہ کے تابع ہو جائے لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روزے کے ذریعہ اصلاح و تزکیہ نفس کا عمل فرداً فرداً افراد پر کیوں نہیں چھوڑا گیا اور اس کے لئے سال کا ایک مہینہ کس لئے مخصوص کیا گیا اور یہ کہ سب ایک معین وقت پر سحری کھائیں اور پھر سارا دن کھانے پینے اور دوسری خواہشات نفس سے دست کش رہیں اور غروب آفتاب پر ایک ہی وقت میں سب افطار کریں۔

اور جب روزوں کے لئے مہینے کا تعین ضروری ہو گیا۔ تو اس تقرر کے لئے اس مہینے سے زیادہ کوئی مہینہ مستحق نہیں جس میں کہ قرآن نازل ہوا ہے۔ جس میں کہ ملت محمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اور یہی مہینہ ہے۔ جس میں شب قدر ہونے کا احتمال ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے اس پوری بحث کو ایک جگہ یوں منضبط کیا ہے۔

مذکورہ بالا ملاحظات واجب کر رہے ہیں کہ روزوں کا ضابطہ یہ ہو کہ کامل دن بھر کھانا پینا اور دوسری نفسیاتی خواہشات ترک کر دی جائیں۔ کامل ایک ماہ کے روزے لازم کر دیئے جائیں۔ کیونکہ ایک ہفتہ دو ہفتہ کی مدت قلیل ہے، جو کسی طرح کا اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ دن طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہو۔ کیونکہ عربوں کے ہاں دن کے حساب کا یہی طریقہ تھا۔ یوم عاشورہ کا روزہ وہ اسی طرح رکھتے تھے۔ اسی طرح ان کے ہاں مہینہ ایک چاند سے دوسرے چاند تک ہوتا تھا۔ وہ شمسی مہینوں کا حساب نہیں لگاتے تھے۔

اور جب یہ ضروری ہو گیا کہ انسانوں کے لئے ایک شرعی حکم جاری کیا جائے اور چونکہ ساری دنیا عرب و عجم کی اصلاح منظور تھی۔ اس لئے واجب ہوا کہ مہینے کے تعین میں ہر ایک کو آزاد نہ چھوڑا جائے کہ ہر شخص اپنی اپنی سہولت کے مطابق جس مہینے میں چاہے روزے رکھ لیا کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے عذر و معذرت، حیلے حوالے اور کاہلی و سستی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

نیز یہ کہ مسلمان جب کسی عمل پر ایک وقت اور ایک زمانے میں مجتمع ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو عمل کرتے دیکھتے ہیں تو ہر ایک کو عمل میں مدد ملتی ہے۔ ہر ایک کے لئے عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ اجتماع عمل ہر ایک کو عمل پر آمادہ کرتا ہے اور اس سے مسلمانوں کے اندر اتفاق اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔

جمعیۃ طلباء اسلام کندہ کوٹ

جمعیۃ طلباء اسلام کندہ کوٹ اجلاس ہوا۔ اجلاس میں عملی کام کا پروگرام بنایا۔ مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔ صدر قمرالدین کھوسہ نائب صدر عبدالمجید باجکانی۔ جنرل سیکرٹری حافظ شمس الدین بھٹو سیکرٹری عبیداللہ کھوسہ۔ ناظم نشریات و کنوینر عبدالرحمٰن سیال۔ خازن امیر احمد اوکاری۔

زکوٰۃ و دیگر صدقات و عطیات کا بہترین مصرف

مدرسہ عربیہ دارالعلوم مدنیہ کوٹ ادو

(۱) اس مدرسہ کی بنیاد شیخ التفسیر و حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے اپنے مبارک ہاتھ سے رکھی۔

(۲) اور حضرت الشیخ ہی کی سرپرستی اس مدرسہ کو حاصل ہے۔

(۳) اس میں مختلف اضلاع کے پینتیس ۳۵ طلباء قیام پذیر ہو کر عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جن کی خوراک، کتب، صابن و حجامت کا انتظام مدرسہ کی طرف سے مفت کیا جاتا ہے۔

شہر کے تقریباً ساٹھ طلباء ان کے علاوہ ہیں۔ مدرسہ ہذا کی مستقل آمدنی نہیں ہے۔ محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے توکل پر چل رہا ہے۔ نیز جو قطعہ زمین مدرسہ کے واسطے لیا ہے۔ اس سلسلہ میں مدرسہ پانچ ہزار روپے کا ابھی مقروض ہے۔

ارسال زکوٰۃ وغیرہ کا پتہ
محمد مسعود مہتمم مدرسہ دارالعلوم مدنیہ رجسٹرڈ
کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

احمد حسین کمال

ماضی — کی — روشنی

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد و غلبہ سے پہلے مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اس حکومت کو ملک کے عوام کیسا سمجھتے تھے، اس کا اندازہ اس یادداشت سے کیا جا سکتا ہے۔ جو ۱۸۲۴ء میں مسٹر ایڈمس گورنر جنرل کے نافذ کردہ پریس پر پابندیوں کے قانون کے خلاف عدالت عالیہ اور برطانوی بادشاہ کو ہندوستان کے عوام کی طرف سے بطور احتجاج پیش کی گئی تھی۔

اس یادداشت پر علاوہ دوسرے سرکردہ افراد کے بنگال کے مشہور ہندو رہنما راجہ رام موہن رائے کے بھی دستخط تھے۔ یادداشت میں کہا گیا تھا کہ:

> مسلمانوں کی حکومت میں ہر قسم کے لوگوں کو جملہ سیاسی حقوق بڑے بڑے عہدے فوجوں اور صوبوں کی گورنریاں مثل مسلمانوں کے حاصل تھیں۔ اور مذہب یا مقام پیدائش کی بنا پر کوئی شخص ان مراعات سے محروم نہ رکھا جاتا تھا۔ وہ مراعات اگرچہ اب ہمیں حاصل نہیں ہیں۔ تاہم پریس کی آزادی سے اس امر کی تلافی ہو جاتی تھی۔ لیکن اب پریس کی آزادی کے سلب ہو جانے سے تو سراسر نقصان ہی نقصان ہے"۔
>
> (سوانح راجہ رام موہن رائے مطبوعہ مدراس ص۴۶)

مسلمانوں کی حکومت کے بارے میں یہ تاثر تھا اس زمانہ کے ہندو دانشوروں اور رہنماؤں کا۔

انگریز نے رفتہ رفتہ اس تمام صورت حال کو بدل ڈالا اور اپنے انسانیت کش جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسی کتابیں لکھ کر عام کیں۔ جن سے آنے والی ہندو نسلیں مسلمانوں کی حکومت کے دور کو ظالمانہ اور جابرانہ تصور کرنے لگیں اور انگریزی حکومت کو نجات دہندہ خیال کرنے کی حد تک آگئیں۔

چنانچہ منافرت کے اس تصور کے پس منظر میں برطانوی دور حکومت کے ہندوستان میں سیاسی، سماجی اور طبقاتی تحریکوں و تنظیموں نے تشکیل پانا شروع کیا۔

ہندوؤں میں علیحدگی پسند ذہنیت داخلی اور خارجی طور پر پہلے سے ہی موجود تھی۔ انگریزوں کے مکارانہ پروپیگنڈا نے اس ذہنیت کو مسلمانوں سے نفرت میں تبدیل کر ڈالا۔ اور مسلمانوں میں بھی اس کا شدید ردعمل ہوا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ برصغیر پاک و ہند کی تمام سیاست ہندو مسلم منافرت و کشمکش کی سیاست بن کر رہ گئی، اور مسلمانوں میں وہی سیاستدان زیادہ کامیاب رہا۔ جس نے سیاست کے اس تازہ رخ کو اختیار کر لیا۔

وہ لوگ جنہوں نے ہندوستان کی سیاست میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت ختم کر کے انہیں ایک دوسرے سے قریب تر لانے اور سابقہ مسلمان حکومت کے دور کے دوستانہ و برادرانہ حالات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ دراصل انہوں نے وقت کے بہاؤ کے خلاف چلنا چاہا۔ لیکن وہ اس بہاؤ کا رخ نہیں موڑ سکے۔

یہی وجہ ہے کہ جب ہندوؤں اور مسلمانوں میں نئی سماجی و سیاسی تنظیمیں بننا شروع ہوئیں تو ان کی اساس ایک دوسرے کے مقابل رکھی گئی۔

ہندوؤں کی یہ کوشش رہی کہ نئے ہندوستان کے سیاسی، اقتصادی و سماجی حالات پر ان کا جتنا غلبہ قائم ہو سکے قائم کر لیں۔

مسلمانوں کو بھی جواباً یہ سوچنا پڑا کہ ہندوؤں کے غلبہ سے کس طرح محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ اور کم از کم اپنا حصہ کس حد تک حاصل کیا جا سکتا ہے۔

انگریزی حکومت کی پالیسیوں نے اس کشمکش کو خوب ہوا دی۔ اور ہندوستان و ایشیا میں برطانوی اقتدار کو استحکام و دوام بخشنے کا سب سے بڑا اور بنیادی ذریعہ بنا لیا۔

سرجان میلکم نے صاف طور سے اس پالیسی کے بارے میں کہا کہ:

> "اس قدر وسیع سلطنت میں ہماری غیر معمولی قسم کی حکومت کی حفاظت اس امر پر منحصر ہے کہ ہماری عملداری میں جو بڑی جماعتیں ہیں، ان کی عام تقسیم ہو، اور پھر ہر ایک جماعت کے ٹکڑے مختلف ذاتوں اور فرقوں اور قوموں میں ہوں۔ جب تک یہ لوگ اس طریقے سے جدا رکھے جائیں گے اس وقت تک غالباً کوئی بغاوت اٹھ کر ہماری قوم کے استحکام کو متزلزل نہ کرے گی"
>
> (میجر باسو کی تاریخ ص۴۷!)

اور ایک دوسرے انگریز سرجان مینارڈ نے یہ اعتراف ہے کہ:

> "ہندو مسلمانوں کے مابین عام مخالفت طاقیہ کے عہد میں شروع ہوئی۔"

انگریزوں کی پالیسی صرف یہی نہیں تھی کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان نفرت و عناد کی آگ کو بھڑکایا بلکہ مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم کرنے کی پالیسی پر ان کا زیادہ زور رہا۔

مسلمانوں میں ایک نئی اور مصنوعی نبوت کا شاخسانہ انہوں نے کھڑا کیا۔

مسلمانوں کے مسلکی اختلافات کو مستقل فرقہ دارانہ اختلافات میں تبدیل کر کے ان میں شدید تفریق کا بیج بویا سنیوں کے مقابلہ میں شیعہ فرقہ کو ایک مستقل قومی حیثیت دینے کی کوشش کی۔

مسلمانوں میں شامل دوسرے بے شمار چھوٹے چھوٹے فرقوں کے افراد کو علیحدہ علیحدہ اجتماعی حیثیت سے اکثریتی مسلمان فرقہ کے مقابلہ پر کھڑا کر دیا۔

نیز یہ کہ اسلام اور قرآن کے نام پر متعدد سیاسی فرقہ بندیاں قائم کرنے کی سہولتیں فراہم کیں۔

اس طرح مسلمانوں کے اندر انتشار و تفریق کے بے شمار زاویے بنا ڈالے۔ اور آج مسلمان ملت انہیں زاویوں میں الجھی ہوئی اور بٹی ہوئی ہے۔

حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ انگریزی حکومت کے خفیہ مقاصد اور پالیسیوں کی بدولت مسلمانوں کی ۹۵ فیصد اکثریت اہلسنت سماجی، تعلیمی، اقتصادی اور سیاسی میدان میں دوسرے مسلمان فرقوں کی ۵ فیصد اقلیت سے کہیں پیچھے رہ گئی اور یہ صورت حال آج بھی بدستور موجود بلکہ اضافہ پذیر ہے۔

پھر یہ کہ اکثریت بھی مقلد اور غیر مقلد، موحد اور بدعتی، بریلوی اور دیوبندی حنفی اور اہلحدیث کی مستقل تفریق میں تقسیم ہے۔ علامہ اقبال نے اسی صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

> حکمت افرنگ سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
>
> ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز

انگریزوں نے مسلمانوں میں ہندوؤں کا خوف اس قدر غالب کر دیا تھا کہ دسمبر ۱۹۰۶ء میں جب مسلم لیگ قائم ہوئی اور نواب وقار الملک جو مسلم لیگ کے سیکرٹری مقرر ہوئے تھے، علیگڑھ آئے تو کالج کے طلباء کے سامنے نئی قائم شدہ جماعت مسلم لیگ کی پالیسی اور بنیادی اصول اس طرح بیان کئے:

> "ہماری تعداد بمقابلہ دوسری قوموں کے ہندوستان میں ایک خمس ہے۔ اب اگر کسی وقت ہندوستان میں خدانخواستہ انگریزی حکومت نہ رہے تو ہمیں ہندوؤں کا محکوم ہو کر رہنا پڑے گا۔ اور ہماری جان ہمارا مال۔ ہماری آبرو، ہمارا مذہب سب خطرہ میں ہوگا۔ اور اگر کوئی تدبیران خطروں سے محفوظ رہنے کی ہندوستان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے تو وہ یہی ہے کہ انگریزی حکومت ہندوستان میں قائم رہے۔ ہمارے حقوق کی حفاظت تب ہی ہو سکتی ہے جبکہ

ہم گورنمنٹ کی حفاظت پر کمربستہ رہیں ہمارا وجود اور گورنمنٹ کا وجود لازم و ملزوم ہیں۔ انگریزوں کے بغیر ہم عزت و آسودگی کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔"

(رسالہ نواب وقار الملک کی اسپیچ مسلمانانِ ہند کی پالٹیکس پر ۲۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو)

اس سے پہلے یہ بات واضح کی جاچکی ہے کہ برصغیر پاک و ہند پر انگریزوں کے غلبہ کے بعد دو قسم کے سیاسی رجحان نمودار ہوئے۔

ایک سیاسی رجحان ماضی کی اس جدوجہد کا حامل و وارث تھا، جو انگریزوں کے بڑھتے ہوئے غلبہ کو روکنے اور ملک میں مسلمان حکومت کے دور کو باقی رکھنے کے لئے گذشتہ ایک صدی سے جاری تھی۔

بنگال میں مولانا شریعت اللہ، نثار علی ٹیٹو میاں اور دھودو میاں نے اس جدوجہد کو پروان چڑھایا تھا شمالی ہند کے سرحدی علاقوں میں مولانا اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہید کی جماعت نے اسے جہاد کی صورت میں قائم کیا۔ اور پھر یہ تمام جدوجہد ۱۸۵۷ کے عام جہاد آزادی کی شکل میں پورے ہندوستان پر چھاگئی۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد جب برصغیر کے تمام حصوں پر انگریزوں کی گرفت مکمل ہوگئی تو بھی یہ جدوجہد سرحد کے علاقہ پر جہاد کی شکل میں اور ملک کے اندر خفیہ تیاریوں کی صورت میں جاری رہی: اس سلسلہ میں ۱۸۸۷ تک اس جدوجہد کے سربراہ علماء کے خلاف انگریزی حکومت نے بغاوت کے ۵ مقدمات قائم کئے اور سرحد پر تین بار باقاعدہ فوج کشی کی۔

بعد میں یہ ہی جدوجہد شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی خفیہ انقلاب کی تحریک میں منتقل ہوگئی۔ اور ۱۹۱۴ء میں انگریزوں کو اس تحریک کا علم ہوا تو حجاز میں شیخ الہند اور ان کے رفقاء مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا عزیر گلؒ وغیرہ کو گرفتار کرکے مالٹا (کالا پانی) میں لاکر نظربند کردیا۔ اور ہندوستان میں مولانا ابوالکلامؒ وغیرہ حضرات کو گرفتار کرکے محبوس کردیا۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ وغیرہ جیسے حضرات جلاوطنی پر مجبور ہوگئے۔

حصول آزادی اور غلبہ اسلام کے قیام کی اس جدوجہد کو علماء حق کی جماعت اپنے ماضی کے رشتہ داروں کے ساتھ وابستہ کئے ہوئے جاری رکھے چلی آرہی تھی۔

دوسرا سیاسی رجحان جدید تعلیم یافتہ اور انگریزی حکومت کے معاون و حامی طبقہ کا تھا۔

اس طبقہ نے انگریزی حکومت کے غلبہ کو تسلیم کرکے اس کے ساتھ اپنی وفاداریاں وابستہ کرلی تھیں اور اس کا محور یہ امر تھا کہ اپنے مفادات و حقوق کا تحفظ ہندوؤں کے مقابلہ میں کرے۔

انگریزی غلبہ کے خلاف علماء کی جدوجہد اس بات سے بے نیاز تھی کہ ان کے ساتھ ہندو یا دوسری قومیں ساتھ دیتی ہیں یا نہیں۔ اور یہ کہ ہندو مسلم اتحاد کا کوئی فارمولا تیار کیا جائے نیز نہ علماء نے ہندو مسلم سوال کو اٹھانا ضروری سمجھا۔

جبکہ مسلمانوں کے جدید طبقہ کی سیاست کا نقطۂ آغاز ہندو مسلم سوال سے ہوا۔ شروع میں کئی سال تک اس طبقہ کی سیاست کا محور یہ بات رہی کہ ہندو اکثریت کے خوف سے محفوظ رہنے کے لئے انگریزی حکومت کے ساتھ مکمل وفاداری قائم رکھی جائے۔

چنانچہ مسلم لیگ کی تشکیل کے بعد اس کے سیکرٹری جناب نواب وقار الملک نے علی گڑھ کالج کے طلباء کے سامنے اس رجحان اور نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے وہ جملے کہے تھے جنہیں اوپر نقل کیا گیا ہے۔

مسلم لیگی رہنماؤں کی یہ سیاست ۱۹۱۱ء تک قائم رہی۔ لیکن دسمبر ۱۹۱۱ء میں جب انگریز بادشاہ نے دہلی آکر بنگال کی تقسیم کو جسے مسلمانوں کے مفاد کا نام دیا گیا تھا منسوخ کرنے کا اعلان کردیا تو یہ تمام رہنما ہکا بکا رہ گئے۔ اور ان پر واضح ہوا کہ اب تک کی وفادارانہ پالیسی نہ صرف غلط بلکہ تباہ کن بھی تھی۔

مسلم لیگ کے بانی ممبر نواب ڈھاکہ اس صدمہ سے انتقال کرگئے۔ نواب وقار الملک بھی انگریزوں سے ناامید ہوگئے۔

۱۳ر اگست ۱۹۱۳ء میں انگریزی حکومت نے کانپور کے مچھلی بازار میں واقع مسجد کا ایک حصہ مسمار کرکے سڑک نکالنے کی کوشش کی۔ اور مسلمان مسجد کی اس بے حرمتی سے غمزدہ ہوکر گرے ہوئے حصہ کی اینٹیں جمع کرنے کے لئے وہاں اکٹھے ہوئے تو حکومت نے ان پر گولی چلادی۔ جس سے سینکڑوں افراد شہید ہوگئے۔

اس حادثہ نے مسلمانوں میں ہلچل پیدا کردی، اور وفادارانہ سیاست کا محل دھڑام سے زمین پر آرہا۔

سر آغا خاں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ تو مسلم لیگ کی مستقل صدارت سے علیحدہ ہوگئے۔

اب مسلم لیگ کا نقطہ نظر بدلا۔ لیکن افسوس کہ اس موقعہ پر بھی وہ فاش غلطی عمل میں آئی۔ جس کا خمیازہ آج تک برصغیر کے مسلمانوں کو بھگتنا پڑرہا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ علماء حق کی آواز انقلابی سیاست کے ساتھ یہ طبقہ خود کو وابستہ کرلیتا۔ لیکن اب اس نے کانگریس کے ساتھ مفاہمت کا سلسلہ شروع کردیا آگرہ میں دسمبر ۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ کا اجلاس سر ابراہیم رحمت اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا، اور وہاں یہ طے پایا کہ ہندو مسلم مفاہمت کے نام سے کانگریس کے ساتھ بات چیت کی جائے۔

سوال یہ ہے کہ اس وقت کونسا ہندو مسلم مناقشہ موجود تھا۔ جسے طے کرنے کے لئے یہ مسئلہ اٹھایا گیا

بہرحال دسمبر ۱۹۱۶ء میں جبکہ ایک طرف جنگ عظیم چھڑ چکی تھی، شیخ الہند اور ان کے ساتھی مالٹا میں نظربند کئے جارہے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علیخاں ملک میں نظربند کردیئے گئے تھے۔ بیرونی دنیا میں مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا برکت اللہ بھوپالی تحریک آزادی کی کامیابی و تعارف کے لئے کوشاں تھے۔ پورے ملک کی جدوجہد آزادی کا کام مجموعی طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا۔ اور ہندو اس کی غیر مشروط معاونت کی پوزیشن میں تھے۔ لکھنؤ میں مسٹر جناح کی صدارت میں مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا، اور کانگریس کے سامنے مسلمانوں کی طرف سے مفاہمت کا فارمولا پیش کردیا گیا۔

(۱) مرکزی اسمبلی میں ۱/۳ منتخب شدہ ممبروں کی تعداد مسلمان ممبروں کی ہو

(۲) صوبجاتی کونسلوں میں ۳/۴ منتخب شدہ ممبروں اور ۱/۴ نامزد شدہ ممبر ہوں۔

(۳) اگر کسی تجویز پر جماعت کے ۳/۴ ممبر مخالفت کریں۔ تو وہ تجویز کونسل [illegible] میں پیش نہیں کی جائے گی۔

(۴) مسلم اقلیت کے لئے جداگانہ انتخاب باقی رہے گا اور درج ذیل تناسب کے ساتھ مسلمانوں کی نیابت صوبوں کی کونسلوں میں ہوگی۔

پنجاب	۵۰ فیصد	حالانکہ	آبادی	۵۵	فیصد تھی
بنگال	۴۰ ″	″	″	۵۳	″ ″
بمبئی	۳۳ ″	″	″ صرف	۲۰	″ ″
یو، پی	۳۰ ″	″	″ ″	۱۴	″ ″
بہار	۲۹ ″	″	″ ″	۱۰	″ ″
مدراس	۱۵ ″	″	″ ″	۷	″ ″
وسط ہند	۱۵ ″	″	″ ″	۴	″ ″

اس فارمولے میں مسلم لیگ نے پنجاب اور بنگال کی مسلمان اکثریت کو اقلیت میں رکھ کر ہندو اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں کے لئے چند سیٹیں زیادہ حاصل کرنا چاہی تھیں۔ لیکن ان زیادہ سیٹوں کے باوجود تعداد کے اعتبار سے مسلمان ممبر پھر بھی اقلیت میں رہ جاتے تھے۔ اور سوائے ذاتی مفاد یا انگریز گورنروں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے رہنے کے قومی اعتبار سے عام مسلمانوں کو کوئی بھی سیاسی، مذہبی، اقتصادی، تعلیمی و معاشی فائدہ پہنچانے کی پوزیشن میں نہیں آسکتے تھے۔ پھر یہ کہ اس فارمولے کے ذریعے مسلم لیگ نے آئینی طور پر ہندوستان میں مسلمانوں کو اقلیت تسلیم کرلیا تھا۔

یہ فارمولا ہندوؤں کے لئے یقیناً نہایت مفید ثابت ہوسکتا تھا۔ کانگریس نے شروع شروع میں اسے ماننے سے گریز کیا۔ لیکن اس کے ہندو ممبروں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور کانگریس سے منظوری کا اعلان کرادیا۔

جنگ عظیم اول ختم ہونے کے بعد جب علماء اور دوسرے مسلمان رہنما آزاد ہوکر میدان میں آئے تو اب ان کے سامنے اس کے سوائے کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ کانگریس کے ساتھ شامل ہوں اور آزادی کی جدوجہد جاری رکھیں۔

وہ اس مفاہمت کو نہ رد کرسکتے تھے نہ پوری طرح قبول کرسکتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ تحریک خلافت کے لئے مجبور ہوئے کہ ہندوؤں کو ساتھ لے کر اس تحریک کو جاری کریں

(باقی صفحہ)

آزاد کشمیر سازشیوں کی زد میں

چند انتہائی تلخ حقائق و واقعات

پردہ اُٹھتا ہے

از
مولوی محمد اسحاق خاں ناظم
جمعیۃ علماء آزاد کشمیر

(قسط نمبر ۲)

حالات کے مطابق خود نئی شرح مقرر کر سکتے ہیں (ب) قرآن کے معانی کی مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے آپ کے جسم کا لباس جب آپ کا ایک لباس پرانا ہو جاتا ہے۔ پھٹ جاتا ہے تو آپ نیا لباس بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح ضرورت کے مطابق قرآن کے معانی کو تبدیل کیا جا سکتا ہے (ج) قرآن میں جو قطع ید کا حکم مذکور ہے، اس سے ہاتھ کا کاٹنا مراد نہیں، بلکہ سوشل بائیکاٹ مراد ہے وغیرہ، اس پر پورے ملک میں زبردست اور مسلسل احتجاج ہوا۔ ایسا ہمہ گیر اور پرزور احتجاج کہ اس کی مثال اس ملک کی پوری تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ عوام کے احتجاج کو دبانے کے لئے حکومت نے ڈائرکٹر صاحب کو دو ماہ کی رخصت پر بھیج دیا۔

برعکس معاملہ

اس پر ہم نے احتجاج کیا کہ یہ الٹا معاملہ ہے کہ جس شخص کی کفریات کے خلاف پورا ملک چیخ اٹھا، اسے یہ سزا دی گئی۔ کہ پہلے تم حکومت کا کام کر کے تنخواہ لیا کرتے تھے۔ اب فارغ ہو جاؤ۔ دفتری اور سرکاری کام کے بجائے اپنی فضا ہموار کرو، جگہ جگہ پہنچو، لوگوں کو اپنی مظلومیت کے قصے سنا سنا کر ان کی حمایت حاصل کرو۔ مظفر آباد میر پور اور پونچھ کے علاوہ پاکستان کے دورے پوری فراغت سے کرو۔ فضا سازگار کرنے کی بھرپور سعی کرو، ممبران اسمبلی کو اپنے ساتھ ملانے کی کوششیں کرو، وغیرہ وغیرہ۔ اور اس سب کے باوجود تنخواہ تمہیں حکومت کے خزانے سے پوری کی پوری بدستور ملتی رہے گی۔ مگر اس آہ و بکا کی کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ بہرکیف، احتجاج و مظاہروں اور جلسوں و جلوسوں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

صدرِ حکومت کا رویہ

اس دوران صدرِ حکومت سے اس بارہ ملک کے مختلف حصوں سے اور مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے افراد پر مشتمل جتنے وفود ملتے رہے۔ ان سے صدر موصوف یہی کہتے رہے کہ جناب مجھے خود اس بات کا پورا پورا احساس و اعتراف ہے کہ اس شخص نے خالصتاً کفر کی باتیں کہی ہیں۔ میں نے اس کی ٹیپ ریکارڈ کی ہوئی تقریر خود سنی، اس نے فی الواقعہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف باتیں کہی ہیں۔ اور اپنے یہاں ایک خصوصی دعوت کے دوران جس میں راقم بھی موجود تھا کچھ پاکستانی علماء اور دوسرے معززین کے سامنے ایک دفعہ تو صدر حکومت نے یہاں تک کہا کہ ہم اس پر خوش ہیں کہ شیخ محمود نے کھلم کھلا اپنے اس کفر کا اظہار کیا ہے۔ تاکہ ہم اس کے خلاف ایسا سخت ایکشن لے سکیں جو دوسرے بے دینوں کے لئے عبرت کا سامان ہو، مگر اس سب کے باوجود دو ماہ کی رخصت پوری ہونے پر اسے پھر بحال رکھا گیا۔ البتہ عوام کے اطمینان کے لئے اس کا نام تبدیل کر دیا گیا۔ یعنی اسے ڈائرکٹر کی بجائے آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی (افسر بکار خاص) کہا جانے لگا، جو کوئی مستقل عہدہ نہیں۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسے کام کرنے کی بجائے مفت تنخواہ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور اس کے وہ تمام حقوق بحال رکھے گئے۔ جو اسے بطور ناظم تعلیمات حاصل تھے۔ اس طرح وہ تمام اور ہمہ گیر عوامی احتجاج رائیگاں گیا

علماء کے فتاویٰ

اس سلسلہ میں حکومت نے آزاد کشمیر اور پاکستان کے بیالیس (۴۲) علماء کے فتوے حاصل کئے۔ یہ علماء جن کا تعلق ہر مکتبۂ فکر سے تھا چوٹی کے علماء ہیں۔ ان میں پاکستان کی مشہور و معروف دینی جماعتوں کے سربراہ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے مختلف انداز میں اپنی آراء کا اظہار کرتے ہوئے ان باتوں کو پرویزی کفریات کا چربہ قرار دیا اور ایسے بے دین شخص کی برطرفی کا مطالبہ کیا، اور یہ کہ ایسا شخص کسی مسلم ریاست میں کسی بھی اہم عہدے پر فائز المرام نہیں رہ سکتا۔ صدر حکومت سے جب پوچھا گیا۔ کہ جناب والا جب آپ اسے بطور خود کفر سمجھتے ہیں تو پھر علماء سے فتاویٰ منگوانے کی کیا ضرورت ہے، تو جواباً ارشاد فرمایا کہ اس لئے تاکہ کل کوئی یہ نہ کہے، کہ اس نے ذاتیات پر عمل کیا ہے۔ ہم نے کہا۔ بہت اچھے، آپ کی ذات پر بھی خواہ مخواہ حرف نہیں آنا چاہیئے ادھر ڈائرکٹر صاحب موصوف کہہ رہے تھے کہ میں ان مفتیانِ دین کے فتوے تسلیم ہی نہیں کرتا۔ میرے ہاں تو فلاں فلاں قسم کے لوگوں کے فتاویٰ قابل قبول ہو سکتے ہیں۔ کچھ بے دین قسم کے وکلاء وغیرہ کے نام گنواتے ہوئے کہا۔ بہرکیف بیالیس علماء کرام کے فتاویٰ آگئے اور علماء نے شیخ محمود کی اس قابل اعتراض تحریر کو پڑھنے کے بعد دیئے۔ جو ٹیپ ریکارڈ مشین سے نقل کر کے حکومت نے ان کے پاس بغرض افتاء بھیجی گئی

علماء آزاد کشمیر کا کردار

علماء آزاد کشمیر نے ایک طرف اس احتجاج کو جاری رکھا، جو پچھلے طویل عرصہ سے جاری تھا۔ خود راقم الحروف نے کم و بیش تیس صفحات پر مشتمل ایک طویل مقالہ اس بارہ میں سپرد قلم کیا۔ جس میں شیخ محمود کی ان کفریات کا علمی انداز سے جائزہ لیا گیا تھا۔ اور مقالہ بعض کثیر الاشاعت روزناموں میں قسط وار شائع ہوتا رہا۔ دوسری طرف علماء مختلف وفود کی صورت میں حکومت کے ذمہ داروں سے وقتاً فوقتاً ملتے رہے اور اس طرح ہر ممکن ذریعے سے ان سے تعاون کرتے رہے اور اس کے علاوہ عام جلسوں میں تقریروں کے ذریعے بھی حکومت سے مطالبہ کرتے رہے۔

رہبر کمیٹی کا قیام

پھر ۲۳-۲ اپریل کو مظفر آباد میں ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کی ایک طویل میٹنگ ہوئی جس میں کچھ دوسرے معززین اور دیندار لوگ بھی شامل ہوئے اس میٹنگ میں صورتِ حال کے تمام پہلوؤں کا بھرپور جائزہ لینے کے بعد ایک رہبر کمیٹی اس بارہ میں قائم کی گئی یہ میٹنگ راقم نے ہی بلائی تھی۔ اگلے روز ۲۴ اپریل کو رہبر کمیٹی ہی کی طرف سے ایک نمائندہ وفد صدرِ حکومت اور دوسرے وزراء سے اس بارہ ملا۔ اس سے قبل ۱۸ مارچ کو جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کی ایک نمائندہ میٹنگ ہنگامی طور پر راولا کوٹ میں منعقد ہوئی۔ جس میں متفقہ طور پر اس استفتاء کا جواب لکھ کر حکومت کو پیش کیا گیا۔ صدر حکومت کے علاوہ مختلف وفود نے وزراء، دوسرے ذمہ دارانِ حکومت اور برسراقتدار جماعت کے سرکردہ لیڈر مثلاً جماعت کے پریزیڈیم کے تینوں ارکان سابق وزیر سید عبداللہ شاہ اور سابق صدر خاں عبدالحمید خاں وغیرہ سے بھی ملاقات کی۔ اس دوران جو گفت و شنید ہوئی۔ اس کو قارئین کے لئے ذیل میں بطور مکالمہ پیش کیا جاتا ہے

صدر آزاد کشمیر کے فرمودات

جناب صدر۔ آپ نے شیخ محمود جیسے شاتم اسلام اور محرفِ دین کو کیوں کوئی سزا نہیں دی۔ اور لتنے ہمہ گیر احتجاج کا کیا ہوا؟

صدرِ حکومت:۔ آپ لوگ اس بارہ کیا کرانا چاہتے ہیں؟ آپ کے مطالبات کیا ہیں۔

وفد:۔ جناب ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ (الف) اسے ملازمت سے برطرف کر کے توہین اسلام کے جرم کی سخت ترین سزا دی جائے۔ (باقی صفحہ پر)

خطابات ، اعلانات ، اور ، دورے

مولانا تاج الدین بسمل کو رہا کیا جائے

• رحیم یار خاں ۔ مولانا محمد مکی حجازی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خاں نے بہاولپور کے ایک ہفتہ وار اخبار میں شائع شدہ منظور احمد رحمت کے بیان کی سخت مذمت کی ہے۔ جس میں اس نے اکابر جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا ہزاروی پر بے بنیاد الزامات لگائے ہیں۔

• جھنڈہ بھٹہ میں مدرسہ فیض الاسلام کا جلسہ حضرت مولانا غلام ربانی صاحب امیر جمعیۃ ضلع رحیم یار خاں ہوا۔ صدر محترم کی فضائل قرآن شریف پر بصیرت افروز تقریر کے بعد قاری حماد اللہ شفیق نے مسئلہ ختم نبوت پر تقریر کی۔ آخر میں انہوں نے مولانا تاج الدین بسمل (پٹھیدین) کی رہائی کا پر زور مطالبہ کیا۔ بعد ازاں مولانا محمد مکی حجازی صاحب نے سیرت النبیؐ پر خطاب کیا۔ بعد ازاں جمعیۃ کا قافلہ حضرت مولانا غلام ربانی صاحب کی قیادت میں دین پور شریف حاضر ہوا۔ اور حضرت دین پوری دامت برکاتہم سے درخواست دعا کی۔ حضرت نے فرمایا۔ میں رات دن تمام علماء اور جمعیۃ کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔

مختلف جماعتوں کا متفقہ فیصلہ

ضلع رحیم یار خاں کی مختلف سیاسی جماعتوں و سماجی انجمنوں نے مولانا تاج الدین بسمل امیر جمعیۃ نواب شاہ سندھ کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔ متفقہ مطالبہ پر ان جماعتوں کے ذمہ داران کے دستخط ہیں۔

مولانا غلام ربانی امیر، مولانا محمد علی حجازی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام، محمد حنیف نارو ایم، پی، اے سردار احمد خاں ایڈووکیٹ، جناب عظیم اشرف ایڈووکیٹ شیخ عبدالعزیز ایڈووکیٹ۔ جناب احمد حفیظ جمال نیشنل عوامی پارٹی ولی گروپ، جناب امام بخش کونسل مسلم لیگ جناب رشید احمد لدھیانوی ناظم اعلیٰ مجلس احرار، سید اصغر حسین صاحب نائب صدر پیپلز پارٹی، محمد الیاس خاں نائب صدر مزدور فیڈریشن، جناب گلزار احمد صاحب صدر مجلس احرار، قاری حماد اللہ شفیق جمعیۃ علماء اسلام سردار عبدالخالق ایڈووکیٹ۔

نوشہرہ میں فخر سرحد کا خطاب اور جمعیۃ کا انتخاب

نوشہرہ ۔ فخر سرحد حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مدظلہ امیر سرحد نے خطاب کرتے ہوئے اسلام کے عادلانہ نظام پر مفصل روشنی ڈالی۔ اجلاس سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے مدظلہ نے بھی خطاب کیا۔ بعد ازاں نوشہرہ جمعیۃ کا مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

امیر حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب، نائب امیر حاجی عبدالقدوس، احمد، رفیع الدین، ناظم عمومی بہار گل خاں، ناظم مولوی عبدالستار، کرامت اللہ ناظم عبدالشکور انور۔ خازن صوبیدار حق نواز خاں۔

تحصیل لکی مروت کے لئے رابطہ کمیٹی

حضرت مولانا جان محمد شاہ صاحب صدر، مولانا غلام نبی سیکرٹری۔ مولانا محمد حنیف امیر ضلع، مولانا حمید اللہ جان نیازی ناظم عمومی ضلع۔ مولانا سکندر خاں امیر تحصیل لکی، مولانا لطف اللہ ناظم۔ مولانا شیخ الحدیث محمد نور صاحب سرائے نورنگ۔ مولانا محمد شیر ممد خیل، مولانا سعد اللہ شہباز خیل مولانا ڈاکٹر گل محمد شہباز خیل۔ مولانا احمد جان غزنی خیل اراکین۔

رہنمایانِ جمعیۃ کا دورۂ گوجرانوالہ

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد ضیاء القاسمی، کل پاکستان جمعیۃ کے سیکرٹری اطلاعات مولانا عبدالحکیم ایم این اے اور مولانا منظور احمد چنیوٹی ایک دن کے دورے پر گوجرانوالہ تشریف لائے۔ ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں ضلعی جنرل کونسل کا بھرپور اجلاس زیر صدارت امیر ضلع شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خاں صفدر منعقد ہوا جس میں ضلع بھر سے ۲۰۰ کے قریب کونسلروں نے شرکت کی۔ اجلاس سے مولانا عبدالحکیم صاحب نے مفصل خطاب فرمایا۔ اور جمعیۃ کی پالیسی پر روشنی ڈالی۔ آپ کے علاوہ مولانا محمد سرفراز خاں، مولانا احمد سعید ناظم اعلیٰ ضلع اور حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔

اجلاس میں ضلعی جمعیۃ کو از سر نو منظم کرنے کے لئے حسب ذیل تنظیمی کمیٹیاں قائم کر دی گئیں۔

شہر گوجرانوالہ ۔ مولانا احمد سعید، علامہ محمد یوسف عثمانی، مولوی حشمت علی،

تحصیل گوجرانوالہ ۔ علامہ محمد احمد لدھیانوی۔ مولانا نذیر احمد واہنڈو، مولانا محمد یوسف رحمانی ایمن آباد۔

تحصیل وزیر آباد ۔ مولانا محمد اسحاق علی پور۔ مولانا محمد فاضل منذیر آباد۔ چودھری شریف طاہر جامکے چیمہ ملک اختر گکھڑ۔

تحصیل حافظ آباد کا سلسلہ مولانا محمد الطاف صاحب کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا۔

نگران کمیٹی ۔ مولانا محمد سرفراز خاں، مولانا مفتی عبدالواحد زاہد الراشدی

آخر میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ علماء کے ۲۲ نکات کو دستور کی بنیاد بنایا جائے۔ دوسری قرارداد میں گوجرانوالہ کے مہاجرین کے پلاٹوں کی نیلامی کی منسوخی کرنے اور ان سے مناسب قیمتیں بالاقساط وصول کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اور تیسری قرارداد میں ضمنی انتخابات سے قبل مشرقی پاکستان کی کابینہ برطرف کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

رات کو مولانا عبدالحکیم ایم، این، اے اور مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی نے انجمن تحفظ حقوق مہاجرین محلہ رسول پورہ کے زیر اہتمام جلسہ عام سے خطاب کیا۔ اور مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب اور مولانا زاہد الراشدی نے مدرسہ اشاعت الاسلام کوہلوالہ کے زیر اہتمام جلسہ عام سے خطاب کیا

جمعیۃ ضلع بنوں کے رہنماؤں کا دورہ

جمعیۃ ضلع بنوں کے قائد مولانا جان محمد شاہ صاحب کی معیت میں مولانا محمد حنیف، مولانا حمید اللہ جان، شیخ الحدیث مولانا محمد نور، مولانا صاحب جان، مولانا محمد شیر، مولانا گل جنان نے حلقہ تجوڑی سرائے اکرم خاں کا دورہ کیا۔ مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

امیر مولانا عبدالحلیم شاہ۔ ناظم اعلیٰ مولانا امیر اکبر، باقی عہدہ داروں کا انتخاب امیر و ناظم عمومی خود کریں گے۔

صوبہ سندھ جمعیۃ کی سرگرمیاں

کراچی ۔ جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کی مقرر کردہ سہ رکنی انتخابی کمیٹی جو حضرت مولانا پیر عبدالقدوس صاحب سید کبیر احمد کاظمی سیکرٹری اطلاعات صوبہ حاجی کرامت الٰہی صاحب ناظم صوبہ سندھ پر مشتمل ہے نے متفقہ طور پر جمعیۃ کراچی حلقہ غربی کا انتخاب کرایا۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب ناظم عمومی صوبہ سندھ۔ حضرت مولانا محمد اسفند یار خاں صاحب خازن صوبہ سندھ بھی موجود تھے۔ انتخاب درج ذیل ہے :۔

امیر مولانا محمد عبدالصادق صاحب۔ نائب امیر اول و دوم مولانا علی محمد قصر قندی، جناب عبدالحق صاحب ناظم عمومی محمد عثمان الوری صاحب۔ ناظم اول و دوم مولانا محمد عمر قریشی ڈاکٹر شریف حسین ناظم نشریات عبدالستار پرہی خانساں حافظ محمد اشرف۔ سالار صوفی عبدالحنان صاحب

(محمد رمضان ناظم دفتر)

ضلع گوجرانوالہ کی تمام شاخیں توجہ فرمائیں

جمعیۃ کی تنظیم نو کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ تمام شاخیں جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں راقم الحروف سے رابطہ قائم کریں۔ اور ممبر سازی کی کاپیاں لے کر تنظیم شروع کر دیں۔

(زاہد الراشدی)
ناظم نگران تنظیمی کمیٹی

بیانات ، انتخابات ، اور خبریں

جمعیۃ علماء اسلام کیمبلپور شہر کے تبلیغی اجتماعات

جمعیۃ علماء اسلام کیمبلپور شہر کے زیر اہتمام ختم قرآن پاک کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل تبلیغی اجتماعات منعقد کئے جائینگے جن کو مولانا محمد اشرف ہمدانی اور مولانا سعید الرحمٰن علوی خطاب فرمائیں گے

۱۹ رمضان المبارک بعد از نماز تراویح سنی جامع مسجد کیمبلپور سیداں

۲۳ رمضان المبارک " " " جامع مسجد توحید

۲۷ " " " " " مرکزی جامع مسجد

۲۸ " " " " " جامع مسجد جمعیۃ علماء اسلام

علاوہ ازیں مولانا محمد اشرف ہمدانی مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۷۱ء کا جمعہ مقام حضرو اور جمعۃ الوداع بمطابق ۱۹ نومبر ۱۹۷۱ء مرکزی جامع مسجد کیمبلپور پڑھائینگے اور امسال نماز عید کا اہتمام عیدگاہ کیمبلپور میں ہوگا۔ اس عظیم اجتماع سے بھی مولانا ہمدانی خطاب فرمائیں گے۔ (حافظ عبدالستار ناظم نشر و اشاعت کیمبل پور)

تلک نگر میں جمعیۃ علماء اسلام کی شاخ کا قیام

تلک نگر میں جمعیۃ علماء اسلام کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ لاہور شہر کے ناظم حمید الرحمان عباسی نے حاضرین کے سامنے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد پیش کئے اور کہا کہ جمعیۃ کا مقصد ملک میں اقتدار حاصل کرنا نہیں بلکہ موجودہ معاشرہ کی مذہب سے بیگانگی، اخلاقی انحطاط اور معاشی بدحالی دور کرنا مقصود ہے۔ اور چونکہ یہ تینوں چیزیں ہمارے ملک میں دو عیش پرست طبقوں کی طرف سے آئی ہیں، ایک ظالم سرمایہ دار اور دوسرا ظالم حکمران پارٹی۔ جمعیۃ نے گذشتہ انتخابات میں حصہ لے کر ان کو شکست فاش دی ہے۔

بعد میں حاضرین نے بڑی گرمجوشی سے جمعیۃ علماء اسلام کی حمایت کا اعلان کیا اور یقین دلایا کہ چونکہ مفتی محمود اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے ہمارے سامنے صحیح اسلام پیش کیا ہے۔ اس لئے ہم ان کی ہر بات ماننے اور سننے کو تیار ہیں اور فتوے باز مولویوں کی کسی بات پر کان دھرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں اور حاضرین کے اتفاق رائے سے ممبر سازی کے لئے مندرجہ ذیل افراد کا انتخاب عمل میں آیا۔

(۱) کنوینر جناب غلام رسول صاحب عمر

(۲) معاون مولانا حکیم عبدالستار صاحب

(۳) معاون - جناب محمد افضل صاحب دکاندار

ملک پور اوڈو میں جمعیۃ کا اجلاس

زیر صدارت سید عبدالرزاق شاہ صاحب منعقد ہوا جس میں مولانا حبیب اللہ صاحب سرپرست جمعیۃ علماء اسلام گڑھی خیرو نے خطاب فرمایا۔ مولانا نے دوران خطاب میں جمعیۃ علماء اسلام کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ممبر سازی کی اہمیت بیان کی۔ آخر میں ملک پور اوڈھو کے شہر میں مولانا صاحب کے زیر نگرانی جدید انتخاب سہ سالہ عمل میں لایا گیا

اسماء گرامی عہدیدار

سرپرست	حاجی ملک پریل شاہ صاحب
امیر سید	سید عبدالرزاق شاہ صاحب
نائب امیر	وڈیرا غلام النبی صاحب اوڈھو
ناظم اعلیٰ	حافظ عبدالفتاح صاحب
نائب ناظم	مولانا خیر محمد صاحب بھنڈ
ناظم شعبہ نشر و اشاعت	عبداللطیف صاحب
خزانچی	محمد علی سومرو صاحب

کراچی ڈویژن کے نئے انتخابات

صوبائی اجلاس منعقدہ ۱۲ ستمبر کراچی کے انتخاب سے جناب پیر عبدالقدوس صاحب اور حاجی کرامت اللہ صاحب اور کبیر احمد کاظمی صاحب پر مشتمل ایک بورڈ منتخب ہوا تھا۔ یہ حضرات ۱۵ اکتوبر کو کراچی آکر ان کی نگرانی میں کراچی کے تینوں حلقوں کے انتخابات عمل میں آئے۔ علاقہ مشرقی کے عہدیداروں کے نام یہ ہیں:۔

امیر مولانا قطب الدین صاحب نائب مولانا غلام ہمدانی صاحب۔ نائب امیر مولانا عبدالرؤف بلوچ۔ ناظم اعلیٰ عبدالباسط مرزا۔ ناظم قاضی عبدالوحید۔ ناظم سید محمد صادق ناظم نشر و اشاعت غلام مصطفیٰ۔ خازن خان محمد۔ سالار سید گل عنایت شاہ۔

علاقہ وسطیٰ:۔

امیر مولانا نور الہدیٰ صاحب۔ نائب امیر حاجی محمد اکبر صاحب۔ نائب امیر معین الدین۔ ناظم اعلیٰ مولانا عبدالحمید نعمانی۔ ناظم تاج محمد۔ ناظم عبدالرزاق۔ ناظم نشر و اشاعت عطا محمد۔ خازن عابد علی۔ سالار میر عالم۔

علاقہ مغربی:۔

امیر مولانا عبدالصادق صاحب۔ نائب امیر عبدالحق صاحب۔ نائب امیر علی محمد قصر قندی۔ ناظم عثمان البدری ناظم ڈاکٹر شریف حسین۔ ناظم مولانا محمد عمر۔ ناظم نشر و اشاعت عبدالستار سومرو۔ خازن محمد اشرف۔

جمعیۃ کراچی کیلئے مولانا محمد اسفندیار کی سرپرستی

جمعیۃ علماء اسلام کراچی کے تینوں مغربی مشرقی وسطیٰ کے امراء اور ناظمین کا مشترکہ اجلاس حضرت مولانا پیر عبدالقدوس صاحب امیر ضلع حیدرآباد کی صدارت میں آج مورخہ ۱۹ اکتوبر بوقت ۴ بجے ایک مقامی دفتر میں منعقد ہوا۔ اجلاس نے مشترکہ طور پر مولانا اسفندیار کو تینوں علاقوں کے لئے سرپرست منتخب کیا۔ چونکہ مولانا محمد اسفندیار کی کوششوں سے کراچی کی جمعیۃ نے خوب ترقی کی۔

منجانب:۔ پیر عبدالقدوس صاحب امیر ضلع حیدرآباد

جمعیۃ فیروزہ رحیم یارخان کا انتخاب

سرپرست۔ مولانا سید حامد علی شاہ صاحب۔ امیر جناب عبدالحمید صاحب، نائب امیر جناب میر محمد صاحب ناظم عمومی مولانا عزیز الرحمٰن ظفر، ناظم حافظ ظہیر الحسن صاحب چودھری محمد شفیع صاحب۔ پروپیگنڈا سیکرٹری، چودھری محمد یعقوب صاحب۔ سالار چودھری نور احمد صاحب

مجلس عاملہ

سرپرست و ناظم ۲ و ناظم عمومی اور راؤ لیاقت علی خاں صاحب پر مشتمل ہے۔

فیروزہ میں جمعیۃ گارڈز کا قیام

صدر۔ عبدالرؤف صاحب۔ سیکرٹری جناب نصیر الدین صاحب عرضی ضلعی صدر خلیل شہزاد۔ جنرل سیکرٹری، جناب محمد نواز صاحب۔

مولانا محمد ضیاء القاسمی کی تقریر

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد ضیاء القاسمی۔ ۱ نومبر بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد محمودیہ نئی آبادی ہاؤسنگ سوسائٹی شیخوپورہ روڈ شاہدرہ میں جلسہ عام سے خطاب فرمائیں گے۔

ضروری اعلان

گذشتہ سالوں میں مولوی محمد شفیع مظفر گڑھی مدرسہ ہذا کی طرف سے سفارت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ اس سال رجب، شعبان، رمضان میں ان کی جگہ مولوی خدا بخش میانوالی فاضل مدرسہ ہذا سفارت پر مقرر کئے گئے۔ تمام بہی خواہان مدرسہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے کہ مولوی خدا بخش صاحب کو مدرسہ کے لئے زکوٰۃ خیرات سے امداد دے کر باقاعدہ رسید حاصل کریں

محمد شفیع مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

ایجنٹ حضرات اور خریداران ترجمان اسلام سے

ترجمان اسلام کی جملہ رقوم منی آرڈر وغیرہ ملتان کے بجائے مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجے جائیں۔

دفتر ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور

قادیانیوں کو رحیم یار خاں میں مسلمانوں کی مسجد کے قریب ایک مکان کو بطور معبد استعمال کرنے، اذان دینے، نماز پڑھنے اور بطور تبلیغی مرکز قائم کرنے کی ممانعت کر دی گئی

رحیم یار خاں (روزنامہ کائنات بہاولپور، روزنامہ ایام لائلپور کی اطلاع کے مطابق) چوہدری محمد نسیم ایڈمنسٹریٹر سول جج نے رحیم یار خاں محلہ قاضیاں والہ کی مسجد شیخاں کے قریب قادیانیوں کو ایک نو تعمیر مکان میں اذان نماز، تبلیغی جلسہ اور دوسرے مذہبی امور کی تا فیصلہ ممانعت کرتے ہوئے اپنے سابقہ حکم امتناعی کی توثیق کر دی ہے اب مرزائی متنازعہ مکان کو بطور معبد استعمال نہیں کر سکیں گے۔

واقعات یوں بیان کئے گئے ہیں کہ رحیم یار خاں کے محلہ قاضیاں والہ مسجد شیخاں کے قریب ہے۔ اور مدعیان کے مکانات کا فاصلہ بھی قادیانی نو تعمیر شدہ مکان سے چار فٹ کے فاصلہ پر ہے۔ رحیم یار خاں کے قادیانیوں نے مسجد کے قریب ہونے کی وجہ سے اس مکان کو اپنا تبلیغی مرکز بنا لیا۔ اور اس میں اپنے عقیدے کے مطابق اذان دی جانے لگی اور نماز کا بھی اہتمام کیا گیا جس پر مسلمانوں کی طرف سے ایڈمنسٹریٹو سول جج صاحب کی عدالت میں درخواست حکم امتناعی دوامی دائر کر دی سول جج موصوف نے ۳ ستمبر کو عارضی حکم امتناعی جاری کر دیا۔ اور ۲۰ ستمبر کو اس حکم کی توثیق کر دی۔

عدالتی حکم

مصدرہ جناب چوہدری محمد نسیم صاحب پی سی ایس ایڈمنسٹریٹو سول جج رحیم خاں حسب ذیل ہے:۔

حکم امتناعی عارضی کی یہ درخواست مدعیان کے دعویٰ حکم امتناعی دوامی کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں مدعیان نے مدعا علیہان کو اپنے عرضی دعویٰ میں مکمل طور پر ایک مکان کو بحیثیت مسجد استعمال کرنے، اذان دینے، نماز پڑھنے اور تبلیغی مراکز کے طور پر استعمال کرنے سے باز و ممنوع رکھنے کی استدعا کی ہے۔ مدعیان کا موقف ہے کہ وہ محلہ قاضیاں رحیم یار خاں کے رہائشی ہیں اور نماز پنجگانہ جامع مسجد شیخاں والی میں ادا کرتے ہیں جہاں جمعہ نماز میں مسلمانوں کا عظیم اجتماع اکٹھا ہوتا ہے اور یہ کہ مولوی عبدالرحمٰن مدعی نمبر ۱ مسجد کے پیش امام اور خطیب ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ مدعا علیہان احمدی (قادیانی) فرقہ سے متعلق ہیں اور مدعا علیہان اپنے عقائد کے مطابق احمدیہ فرقہ کے سوائے تمام لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور یہ کہ اس کے برعکس مدعیان بحیثیت مسلمان دعوے کرتے ہیں کہ مدعا علیہان اور ان کے فرقہ کے دوسرے اراکین ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کے سبب غیر مسلم ہیں۔ اور مدعا علیہان اپنے عقائد کے مطابق احمدیہ فرقہ کے سوا تمام لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں اور یہ اس کے برعکس مدعیان بحیثیت مسلمان دعوے کرتے ہیں کہ مدعا علیہان اور ان کے فرقہ کے دوسرے اراکین ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کے سبب غیر مسلم ہیں اور مدعیان کے ساتھ کئی دوسرے بنیادی اور اصولی اختلافات ہیں۔ ان کا موقف ہے کہ مدعا علیہان عمارت کی تعمیر رہائشی مقاصد کے لئے کر رہے تھے۔ اور وہاں کبھی کھلے بندوں اذان دینے اور بحیثیت مسجد استعمال کرنے کی جرأت نہ کی۔ ان کا کہنا ہے کہ جامع مسجد شیخاں والی مذکورہ مکان سے صرف چند گز کے فاصلے پر ہے اور یہ کہ مدعیان کے مکان اس مکان کے بالکل قریب ہیں اور یہ کہ ایک طرف مدعیان ۴۰۵ کے مکانات اور دوسری طرف متنازعہ مکان کے درمیان صرف چار فٹ کا فاصلہ ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ تقریباً ۴۰۵ یوم قبل از دائری مقدمہ ہذا مدعا علیہان نے مکان مدعویہ کے مسمار کرنے کے بعد میونسپل کمیٹی رحیم یار خاں سے اس کی دوبارہ تعمیر کی اجازت حاصل کی۔ اور یہ کہ مکان تاحال زیر تعمیر ہے اور یہ کہ مدعا علیہان نے مذکورہ مکان کو مسجد کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور نمازیں پڑھنے اذان دینے اور اپنے عقائد کے مطابق تبلیغی مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر رکھا ہے۔ مدعیان کے مطابق فریقین کے درمیان مذہبی اختلافات کے مطابق عامۃ المسلمین کے جذبات بھڑکنا شروع ہو گئے ہیں۔ خاص کر اس صورت میں مدعا علیہان میں سے محلہ مکان متدعیہ میں کسی فرد کی رہائش نہیں ہے۔ ان کے مطابق مکان متنازعہ کے تبلیغی مرکز کے طور پر استعمال سے مدعیان دوسرے مسلمانوں اور ان کے بچوں کے جذبات اور مذہبی احساسات مجروح ہو رہے ہیں۔ اور امن عامہ میں نقص امن اور بلوؤں کا خطرہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مدعا علیہان مذہبی جذبات اور جامع مسجد شیخاں والی میں مداخلت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کا موقف ہے کہ مدعا علیہان مدعیان کو اپنے عقائد اور اصولوں میں جھگڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے دوہرایا کہ مدعا علیہان ان کے مذہبی احساسات کو مجروح کرنے کے درپے ہیں۔ اور یہی حکم امتناعی کے اجراء کی درخواستوں میں مدعیان نے بیان کیا ہے کہ وہ بادی النظر میں مضبوط مقدمہ رکھتے ہیں اور توازن سہولت ان کے حق میں ہے۔ اور اگر درخواست زیر تصفیہ منظور نہ کی گئی تو انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ نتیجۃً انہوں نے استدعا کی ہے کہ مدعا علیہ ان کو مکان کے مسجد کی حیثیت سے استعمال کرنے، اذان دینے، نماز پڑھنے اور دیگر تبلیغی مقاصد کے استعمال کرنے سے تا تصفیہ مقدمہ باز و ممنوع رکھا جائے۔

بقیہ — آزاد کشمیر سازشیوں کی زد میں

(ب) اس سے متعلق آزاد کشمیر اور پاکستان کے ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے بیالیس علماء کرام کے فتاویٰ شائع کئے جائیں، تاکہ عوام کو پتہ چل سکے کہ علماء نے کیا کہا ہے۔

(ج) آئندہ قانون میں پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ اس امر کا پختہ یقین دلایا جائے کہ اسلام کے بارے میں اس قسم کی ہرزہ سرائی کوئی نہیں کرے گا۔

صدر حکومت:۔ یہ تو ہمارے لئے مشکل ہے۔ اس لئے کہ توہین اسلام ہمارے قانون میں کوئی جرم ہی نہیں۔

وفد:۔ جناب عالی، اگر یہ بات ہے تو پھر

(د) وہ قانون ہمارا قانون کیسے بن سکتا ہے۔ جو یہ کہے کہ ایک عام شہری کی توہین تو جرم ہے، لیکن قرآن و سنت کی توہین جرم نہیں، اس کو اٹھا کر باہر گندی نالی میں کیوں نہیں پھینک دیتے۔ یہ کوئی صحیفہ آسمانی تھوڑی ہی ہے۔ ہم ڈوگرہ سامراج کی یادگار اس دستاویز کو قطعاً کوئی قانونی تقدس دینے کے لئے قطعاً تیار نہیں جو ہمیں یہ بتلائے کہ ایک ہندو کی تو اسلام قبول کرنے کی پاداش میں تمام جائیداد ضبط کی جا سکتی ہے۔ لیکن ایک مسلمان کے مرتد ہو جانے پر (العیاذ باللہ)

صدر حکومت:۔ لیکن قانون میں ترمیم کرنا اسمبلی کا کام ہے میرا نہیں۔

وفد:۔ جناب اگر یہ قصہ ہے اور آپ اس میں اس قدر بے بس ہیں تو پھر۔

(ہ) آپ اسلامی نظام حیات کے قیام کے بلند بانگ دعاوی کیوں اور کس برتے پر کیا کرتے تھے۔ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ آئین و قانون سازی کا کام اسمبلی کا ہوگا، اور اسمبلی کے ہوتے ہوئے ہم کفر کے خلاف کچھ نہیں کر سکیں گے آپ اس وقت مسلمانوں سے کھلم کھلا یوں کہتے کہ ہم وہ قانون ملک میں نافذ کریں گے۔ جو اسمبلی منظور کرے۔ خواہ وہ اسلام کا ہو یا کفر کا۔ تاکہ لوگ دھوکے میں نہ رہتے۔ آپ کو اپنی اس بے بسی کا اظہار انتخابات سے پہلے کر لینا چاہیئے تھا۔ (باقی آئندہ)

باطل کا تعاقب

عبدالشکور انور نوشہرہ

تحریک پاکستان کی مخالف مودودی جماعت

کی نظریۂ پاکستان اور تحریکِ آزادی پر اجارہ داری

جماعت مودودی کے "صالحین" جمعیۃ علماء اسلام اور اکابرِ جمعیۃ کو بدنام کرنے کے لئے شرمناک حد تک ہتھکنڈے استعمال کر چکے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ چاند پر تھوک پھینکنے سے اپنا چہرہ ہی خراب ہوتا ہے۔ ان کے جھوٹے پروپیگنڈوں اور بے سروپا ۔۔۔ باتوں نے ان کا رہا سہا وقار بھی ختم کر دیا ہے۔ لیکن سرحد میں جمعیۃ کے نیپ اور پیپلز پارٹی سے اشتراک کے مسئلہ نے تو ان کے حواس کو بالکل مختل کر دیا ہے۔ اور اب جو ان کی زبان سے نکل جائے وہ کم ہے۔ اس سلسلے میں جماعت کے سرحد کے سکرٹری اطلاعات مسٹر عبدالقدوس کا ہی بیان قابلِ التفات سمجھا ہوں اس لئے ان کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔

موصوف کا یہ بیان روزنامہ مشرق پشاور میں شائع ہوا تھا۔ لیکن صحافت کی دیانت ملاحظہ ہو کہ اس کا جواب اخبار مذکور نے شائع نہیں کیا۔ عبدالقدوس کا بیان انتہائی مضحکہ خیز اور لایعنی ہے اور ان کے بیان کے تفاوات کو دیکھتے ہوئے بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ موصوف اپنے لکھے سے بھی مطمئن نظر نہیں آتے۔ اصل میں جماعت کے اکابر و اصاغر (الا ماشاء اللہ) سب اسی زعم فاسدہ میں مبتلا رہتے ہیں کہ دین کا کام تو بس وہی ہے جو یہ کر رہے ہیں۔ اور اسلام بس وہی ہے۔ جو مودودی صاحب کی زبان و قلم سے نکل جائے۔ اب جبکہ ان میں یہ انانیت جگہ پا گئی ہو۔ تو اب مودودی صاحب سے دلائل کے ذریعہ اختلاف کرنا اور ان کی تحریک کو احیائے دین کی بجائے انہدام دین کی تحریک قرار دینا ان کے نزدیک اسلام سے خروج کے مترادف ہے۔ حالانکہ اس اصولی اختلاف میں صرف جمعیۃ ہی نہیں بلکہ ہر طبقہ علماء نے مودودی صاحب کی تحریک کو اسلام کے لئے ضرر رساں قرار دیا ہے۔ جس میں خود جماعت کے چوٹی کے لیڈر بھی شامل ہیں۔ کیا یہ لوگ بھی کانگرسی ہیں۔ مسٹر عبدالقدوس صاحب! دانش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے سوچ لیا کریں۔ اور یوں بیچ چوراہے میں اپنا بھانڈا نہ پھوڑا کریں۔

ہمیں کانگرسی کہنے سے پہلے سو بار اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ لیا کریں۔ شاید آپ کا نامۂ اعمال ہی آپ کو اس گندی سیاست سے باز رکھ سکے۔ باقی جماعت مودودی تو تحریک آزادی اور تحریک پاکستان میں اس کے اصل کردار سے آگاہی کے لئے مودودی صاحب کی کتاب سیاسی کشمکش کا حصہ "سوم" ضرور ملاحظہ کریں جماعت اس وقت بھی سامراج کے ساتھ تھی۔ اور آج بھی اس کی امیدوں کا مرکز یہی منحوس سامراج ہے ۔۔۔

۔۔۔ ہم نے پاکستان کے مطالبہ کی مخالفت کی تھی۔ ہم نے اس سے کبھی انکار نہیں کیا۔ لیکن آزادی کے بعد پاکستان کی حفاظت اور خدمت میں ہم کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اور کوئی فرد واحد بھی ہمارے اس کردار کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ لیکن تاریخ کی کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ تحریک آزادی اور تحریک پاکستان کی مخالف مودودی جماعت آج نظریہ پاکستان کی واحد اجارہ دار بنی ہوئی ہے۔ بلکہ اس نظریہ کو پیش کرنے میں علامہ اقبالؒ کو بھی اپنا مبتدی سمجھنے لگی ہے ۔

حضرت مفتی محمودؒ کے بارے میں آپ نے جو قلم زنی کی ہے اور ڈھٹائی بھی عبدالقدوس صاحب کی ملاحظہ ہو۔ کہ خود مفتی محمود صاحب کو ہی تائید میں پیش کر رہے ہیں میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ مفتی صاحب کا یہ بیان کہیں دکھا دیجئے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلو ۔۔۔ ورنہ پھر آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا ورد رکھیئے تاکہ حق حقدار تک پہنچ جائے۔

۔۔۔ عبدالقدوس صاحب پہلے تو آپ لوگ اتحاد ثلاثہ کے سلسلے میں جمعیۃ کو مطعون کر رہے تھے۔ اور اب آپ اس بارے میں جمعیۃ کو چھوڑ کر نیپ اور پیپلز پارٹی کو مشورہ دے رہے ہیں کہ انہوں نے جمعیۃ کی قیادت قبول کر کے غلطی کی ہے۔ یہ دوہری چالیں چلنا تو کوئی آپ سے سیکھے۔ یہ اتحاد جمعیۃ کی شرائط پر منحصر ہے۔ اس لئے قیادت جمعیۃ کے ہاتھ میں ہوگی جس کو آپ بھی تسلیم کر رہے ہیں اور یہ شرائط مخفی نہیں۔ ظاہر و باہر ہیں۔ پس اب جبکہ اسلام کی بالادستی کو دونوں جماعتوں نے تسلیم کر لیا ہے تو جمعیۃ کو مطعون کرنے کی اب کیا وجہ باقی رہ سکتی ہے؟

۔۔۔ عبدالقدوس صاحب آپ نے الیکشن کی دھاندلیوں کا بھی رونا رویا ہے۔ محترم! آپ ہماری تردیدوں کی بالکل پرواہ نہ کریں۔ اور جو ثبوت آپ کے پاس ہوں بصد شوق ٹربیونل کے سامنے پیش کر کے ایک قومی فریضہ سے عہدہ برآ ہوں۔ ھاتو برھانکم ان کنتم صٰدقین

۔۔۔ مسٹر صاحب! ہم کو اپنے اکابر پر مکمل اعتماد ہے کیونکہ ان کا ہر قدم اللہ کے دین کی خدمت کے جذبے کے تحت اٹھتا ہے۔ گمراہ ہمارے اکابر نہیں بلکہ جماعت مودودی کے امیر اور ان کے عقل و فہم سے عاری مقلدین ہیں۔ جن کے ہاں نہ عصمتِ انبیاء محفوظ ہے اور نہ جنہیں عظمتِ صحابہؓ کا احساس ہے۔ جن کی انانیت نے ان کو بڑی سے بڑی شخصیت پر لاف زنی کی اجازت دے رکھی ہے۔ انبیاء کے "گناہوں" کو گنانے والے مودودی صاحب کا نام آتے ہی برہم ہو جاتے ہیں۔ مسٹر صاحب! اور نہیں، تو کم سے کم جماعت کے اپنے لیڈروں کی تحریروں کو ہی ملاحظہ کر لیں شاید گمراہی کے گہرے اندھیروں میں روشنی کی کرن نمودار ہو جائے۔

مسٹر عبدالقدوس! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی جنت میں بسیرا نہ کیجئے۔ اور خود سری اور انانیت کو چھوڑ کر صحیح معنوں میں اسلام کے خدمت گذار بن جایئے۔ اگر اس پر آمادہ نہ ہوں تو پھر انتظار کریں۔ وقت ہمیشہ کی طرح اب بھی حق و باطل میں حدِ فاصل قائم کر دے گا۔

اندرونِ خانہ مودودیوں کی سرگرمیاں

ملکہ ہانس ۲۳۔ اکتوبر (نامہ نگار) ساہیوال کے نواحی گاؤں ملکہ ہانس میں جماعت اسلامی کے ایک سرگرم شیخ عبدالغفور کو اسی گاؤں کی ایک نوجوان لڑکی کے اغوا اور مجرمانہ حملہ کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ بدنصیب لڑکی گھر سے سودا خریدنے کے لئے بازار آئی تھی۔ جسے ملزم بہانے سے اپنی دکان میں لے گیا۔ جہاں اس نے چاقو نکال لیا اور قتل کی دھمکی دے کر نوجوان لڑکی پر مجرمانہ حملہ کیا۔ اسی دوران چند محلہ داروں کو اس واردات کا علم ہو گیا، جنہوں نے ملزم کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس نے ملزم کے خلاف دفعہ ۳۵۴ کے تحت مقدمہ درج کر کے بعد ازاں اسے ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

بتایا گیا ہے کہ ملزم عبدالغفور حلوائی جو جماعت اسلامی کا سرگرم رکن ہے۔ گزشتہ شام اپنی دکان پر بیٹھا تھا۔ کہ ایک سولہ سالہ لڑکی سودا خریدنے کے لئے اس کی دکان پر آئی۔ ملزم لڑکی کو بہلا پھسلا کر دکان کے پچھلے حصے میں لے گیا اور دست درازی کی کوشش کی جس پر لڑکی نے شور مچا دیا۔ صورت حال کو بگڑتا دیکھ کر ملزم نے چاقو نکال لیا۔ اور لڑکی کو قتل کی دھمکی دیتے ہوئے خاموش رہنے کو کہا اور خوف سے سہمی ہوئی لڑکی کو وحشت کا نشانہ بنایا اسی اثنا میں تین افراد نور محمد زرگر، بشیر احمد اور منظور احمد شبہ گذرنے پر ملزم غفور کی دکان پر آ گئے اور دکان کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے۔ شور سن کر ملزم غصے کے عالم میں باہر نکلا۔ اور انہیں برا بھلا کہنے لگا۔ تاہم اس وقت سہمی ہوئی لڑکی بھی باہر نکل آئی اور اس نے محلے داروں کو اپنی بپتا سنائی۔ جس پر محلے داروں نے ملزم کو پولیس کے حوالے کر دیا

(مساوات لاہور ۲۴ر اکتوبر ۱۹۷۱ء)

جمعیۃ طلبائے اسلام!

ملتان ڈویژن، خیرپور ڈویژن کی کامیاب کنونشن پر مبارکباد کے پیغام

محمد اسلوب قریشی چیف آرگنائزر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان اور جاوید پراچہ ناظم عمومی صوبہ پنجاب نے جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر حافظ محمد حسن عہدیداران سندھ اور مجلس انتظامیہ کنونشن خیرپور ڈویژن کے نام ایک مبارکباد کے پیغام میں کہا ہے کہ خیرپور ڈویژن کی کنونشن انتہائی کامیاب کنونشن ہوئی۔ اور اس کنونشن کے اثرات پورے ڈویژن میں بہت مفید مرتب ہوں گے انہوں نے امید ظاہر کی کہ آئندہ بھی آپ حضرات کی محنت سے اس قسم کے پروگرام مرتب ہوتے رہیں گے اور پورے صوبہ کے طلباء تک اس تنظیم کا انقلابی پروگرام پہنچتا رہے گا۔ انہوں نے محمد اقبال شیخ۔ محمود الحسن اور دیگر طلباء سکھر کی کارکردگی کو سراہا۔ اور جس خلوص اور محبت سے مہمان طلبہ کا استقبال کیا اور ان کے قیام و طعام اور دیگر پروگرام کا انتظام کیا۔ انہیں کامیاب کنونشن پر مبارکباد پیش کی ہے۔

● جمعیۃ طلباء اسلام خیرپور ڈویژن کی کنونشن ۲۵، ۲۶ ستمبر کو سکھر میں منعقد ہوئی اس کنونشن میں تربیتی پروگرام بھی شامل تھا۔ محمد اسلوب قریشی چیف آرگنائزر کل پاکستان اور ناظم عمومی پنجاب جاوید پراچہ نے بھی شرکت کی۔ اس کنونشن میں خیرپور پیرگوٹھ، محراب پور، پیر شریف، شکارپور کندھ کوٹ، جیکب آباد، سکھر، نوشہرو فیروز وغیرہ کے طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس کنونشن کے کل پانچ اجلاس ہوئے مختلف اجلاسوں میں مندرجہ ذیل حضرات نے خصوصی خطاب فرمایا:-

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب (فلسفہ عقل) مولانا بشیر احمد صاحب خاکد (اسلامی نظام تعلیم) مولانا جمال اللہ (عقیدہ ختم نبوت) مولانا گل محمد خالد صاحب (مرزائیت کے خدوخال) مولانا نور محمد صاحب۔ محمد اسلوب قریشی، جاوید پراچہ، حافظ محمد حسن۔ بحر اللہ ہزاروی، عبدالحمید نور اقبال شیخ۔ اس کنونشن میں فیصلہ کیا گیا کہ رمضان المبارک کے بعد خیرپور ڈویژن کے تمام اضلاع میں کنونشن منعقد ہوں گی جس کے لئے کمیٹیاں مقرر کر دی گئیں

آخر میں محمد اسلوب قریشی نے تمام مندوبین اور مبصرین کو ضروری ہدایات دیں اور تنظیم سے متعلق مختلف سوالات کا تقریباً دو گھنٹہ تک جواب دیا۔

بحر اللہ ہزاروی کا دورہ تھرپارکر و حیدرآباد

جمعیۃ طلباء اسلام (پاکستان) صوبہ سندھ کے جنرل سیکرٹری جناب بحر اللہ ہزاروی صاحب نے ضلع تھرپارکر و حیدرآباد کا تنظیمی دورہ کیا۔ وہ کراچی سے ۱۵ تاریخ کو سیدھے میرپور خاص پہنچے۔ جمعہ کی نماز کے بعد انہوں نے دفتر جمعیۃ میں تھرپارکر کے جناب شمس الدین صاحب و جناب احمد حسین بی، اے و دیگر متعدد طلباء کرام سے مختلف مسائل اور خاص جمعیۃ کے پروگرام کو اور وسیع کرنے کے لئے تفصیلی گفتگو ہوئی۔

عصر کی نماز کے بعد جمعیۃ کے دفتر میں طلباء کے اجلاس سے بحر اللہ ہزاروی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ طلباء کی یہ واحد جماعت ہے۔ جس نے لارڈ میکالے کے نظام کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں۔ جب اس نظام کو سات سمندر دور پھینکا جائے گا۔ انہوں نے طلبہ سے اپیل کی کہ آپ اس وقت اس تنظیم کے پروگرام کو شہر شہر اور قریہ قریہ تک پہنچا دیں۔ ان کی تقریر کے بعد میرپور خاص شہر کے انتخابات عمل میں آئے۔

صدر محمد اسلم شیخ بی ایس سی شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج نائب صدر عبدالرحیم دہم شاہ ولی اللہ پبلک ہائی سکول جنرل سیکرٹری عبدالرحمٰن قریشی دہم جامعہ ہائی سکول جوائنٹ سیکرٹری محمد حسن درجہ ثانیہ مدرسہ ناصر العلوم خازن امیر الدین درجہ ثانیہ مدرسہ ناصر العلوم ناظم نشر و اشاعت عبدالواحد بی ایس سی گورنمنٹ کالج یہ اجلاس مغرب تک جاری رہا۔ مغرب کے لئے وقفہ ہوا۔ مغرب کے بعد اجلاس پھر شروع ہوا۔ اس وقت بحر اللہ ہزاروی صاحب نے مختلف عہدیداروں سے حلف لیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ ان عہدوں کا حق بھی ادا کریں۔ یعنی جمعیۃ کے پروگرام کو آگے بڑھائیں یہ اجلاس رات گئے تک جاری رہا۔

۱۶ اکتوبر کو جناب بحر اللہ ہزاروی بمعیت مقصود احمد صاحب ناظم صوبہ سندھ ڈگری روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ محمد حسن اور امیر الدین بھی تھے۔ ایک بجے ڈگری پہنچے ڈگری میں محمد افضل صاحب صدر جمعیۃ ڈگری اور محمد اکمل نے ان کو خوش آمدید کہا۔ اور وہاں مختلف مسائل پر طلبہ سے گفت و شنید ہوئی ڈگری سے محمد اطہر صاحب محمد اکمل صاحب کے ہمراہ میرپور خاص پہنچے۔ پریس کانفرنس سے فارغ ہو کر حیدرآباد روانہ ہوئے۔

۱۷ کو صبح انہوں نے مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ کے خصوصی شاگرد اور الرحیم کے ایڈیٹر مولانا غلام مصطفیٰ صاحب سے ملاقات کی۔ اس کے بعد وہ مدرسہ قوت الاسلام اور مدرسہ مفتاح العلوم کے طلباء سے ملے۔ اس کے علاوہ انہوں نے حیدرآباد کے متعدد طلباء رہنماؤں سے ملاقات کی۔ انہوں نے محمد عمر سوردے سے بھی ملاقات کی، اور ان کے ساتھ دو گھنٹے تک جمعیۃ کے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے گفتگو۔ ظہر کے بعد کراچی روانہ ہو گئے

(عبدالوحید بی، ایس سی میرپور خاص)

عبدالمتین چوہدری گورنمنٹ کالج ساہیوال اسٹوڈنٹس یونین کے صدر منتخب ہو گئے

ساہیوال۔ جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے ناظم عبدالمتین چوہدری گورنمنٹ کالج ساہیوال سٹوڈنٹس یونین کے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے مد مقابل (مودودی) اسلامی جمعیۃ طلباء اور این، ایس، ایف کے امیدواروں کو بھاری اکثریت سے شکست دی۔ نائب صدر جنرل سیکرٹری کے عہدوں پر کامیاب ہونے والے طلبہ کو بھی جمعیۃ طلباء اسلام کی حمایت حاصل تھی۔

صوبہ سرحد میں گورنمنٹ کالج بنوں سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات میں بھی جمعیۃ طلباء اسلام نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے اور اکثر کامیاب امیدواروں کا تعلق جمعیۃ طلباء اسلام سے ہے۔ جمعیۃ طلباء اسلام ملک بھر کے تعلیمی اداروں کی یونینوں کے انتخابات میں حصہ لے رہی ہے

درس قرآن

جمعیۃ طلباء اسلام لائلپور کے زیر اہتمام ہر سوموار کو بعد از نماز عصر بخاری مسجد جناح کالونی میں درس قرآن ہوتا ہے۔ مولانا عبدالعلیم صاحب نے سرپرستی قبول فرمائی ہے۔ طلباء سے خصوصاً اور عوام الناس سے عموماً شرکت کی درخواست ہے۔

● جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے ہنگامی اجلاس میں حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم نے اپنی زندگی دین اسلام کی خدمت میں وقف کر دی تھی۔ اور ہند و پاک کے بڑے بڑے جید علماء مرحوم کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ایصال ثواب کے لئے قرآن پاک بھی پڑھا گیا۔

استاذ المحدثین شیخ العلماء حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب

انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ملک بھر کے علمی و دینی حلقوں میں صفِ ماتم بچھ گئی

اچھڑیاں۔ برصغیر کے نامور عالم دین اور ہزاروں علماء کرام کے مشفق استاذ حضرت العلام مولانا محمد رسول خان صاحب ۲۵ اکتوبر کو اپنے آبائی گاؤں اچھڑیاں تحصیل مانسہرہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم برصغیر کے نامور علماء میں بزرگ ترین شخصیت تھے۔ آپ کی عمر ۱۲۰ برس تھی، اور پاکستان و ہندوستان کے بیشتر جید علماء جن میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی۔ مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور محدث اعظم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ دارالعلوم دیوبند میں بھی مدرس رہے ہیں، اور آپ کی ساری زندگی درس و تدریس میں گذری ہے۔ بڑھاپے کے باوجود آخر عمر تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔

آپ نے ملکی سیاسیات میں بھی ہمیشہ حق پرست علماء کی حمایت کی۔ گذشتہ انتخابات سے قبل جب چند خود غرض عناصر نے مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کے بیانات کو توڑ موڑ کر دھوکہ سے حضرت موصوف سے ایک خود ساختہ فتویٰ پر دستخط کرا لیے، تو صورت حال سے واقف ہونے کے بعد آپ نے اپنے دستخطوں سے رجوع فرما لیا۔ اور ایک بیان میں ارشاد فرمایا کہ "میں مولانا ہزاروی کو مجاہد اسلام سمجھتا ہوں"۔

حضرت مولانا کی وفات برصغیر پاک و ہند کے علمی و دینی حلقوں کے لئے ایک المناک سانحہ ہے۔ ادارہ ترجمان اسلام دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، اور دیگر علماء کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ (زاہد الراشدی)

اور بڑھی تاریکی!

مولانا سید عبدالمجید ندیم

استاذ العلماء حضرت مولانا رسول خان صاحب بھی راہیٔ راہ عدم ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی روح کو جنت کی بہاروں اور لطافتوں سے مسرور فرمائے اور ہم سب کو اس جانکاہ صدمہ کی برداشت و تحمل بخشے۔ پچھلے دنوں حضرت مولانا خیر محمد صاحب مرحوم اور حضرت مولانا جالندھری مرحوم ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ ابھی شدت غم سے ہمارے حواس نڈھال تھے کہ ایک اور شفیق سرپرست نے منہ پھیر لیا۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے

شوقی ہوتی ہی چلی جاتی ہے بزم ساقی
ایک اک ہو کے سبھی رند اٹھے جاتے ہیں

ایک وہ ہیں کہ جن کا وجود بادِ گیتی کے لئے ناقابل برداشت اور ان کی زندگی ملک و ملت کے لئے باعث ننگ ہے مگر ایسی سخت جانی پائی ہے کہ جناب عزرائیل کے مادی معاونین بھی ان کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔ اور ایک وہ ہستیاں جن کے لئے انسانی عظمت دعاگو ہے کہ انہیں عمر نوح ملے مگر کتنی سرعت سے وہ جا رہے ہیں۔ مولانا کی وفات تشنگانِ علوم دینیہ کے لئے عظیم المیہ ہے۔ ایسی جامع شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔

محمد اشرف خان ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ ضلع ہزارہ کو صدمہ

حضرت مولانا محمد نعمان صاحب فاضل دیوبند آف بیلڑہ تحصیل مانسہرہ کافی عرصہ سول ہسپتال ایبٹ آباد میں بیمار رہ کر ۱۰ اکتوبر کو وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم کی نماز جنازہ ۱۱ اکتوبر ۲ بجے تک ان کے آبائی گاؤں بیلڑہ میں حضرت مولانا عبدالحی صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ہزارہ نے پڑھایا۔ مولانا مرحوم کے جنازہ میں ہزاروں عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ اور اشکبار آنکھوں سے حضرت مولانا کا دیدار کیا۔ مولانا مرحوم جناب محمد اشرف خان صاحب کے خسر تھے اور علاقہ بھر میں مشہور دینی شخصیت تھے۔ مولانا مرحوم کے ہزاروں شاگرد اور عقیدت مند ملک بھر میں موجود ہیں۔ تمام احباب اور علماء کرام سے استدعا ہے کہ حضرت مولانا کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائیں۔ ۱۲ اکتوبر کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع ہزارہ کا تعزیتی اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبدالحی صاحب امیر جمعیۃ ہزارہ منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور پسماندگان کے لئے صبر کی دعا کی گئی۔

مولوی محمد امام الدین صاحب کو صدمہ

مولوی محمد امام الدین صاحب اوورسیر و سیکرٹری ٹیوب ویل یونین سب ڈویژن سرگودھا کی والدہ ماجدہ اور اہلیہ صاحبہ شعبان المعظم کے آخری عشرہ میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مولوی محمد امام الدین صاحب نے ۱۹۵۷ء میں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ ان کی تبلیغ کی برکت سے اس کے سارے خاندان نے اسی سلسلہ سے تعلق جوڑا مرحومہ نے حضرت مولانا محمد شعیب صاحب ہزاروی مدظلہ سے بیعت کی۔ ساری زندگی صوم و صلوٰۃ کی پابندی کی اور ذکر اللہ کے پروگرام کو نبھایا۔ قارئین ترجمان اسلام سے استدعا ہے کہ حق تعالیٰ سے مرحومہ دعائے مغفرت کریں

سرور جہانگیر ایڈووکیٹ کو صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کے سرگرم کارکن سرور جہانگیر جو حال ہی میں وکالت پاس کر کے کراچی سے آئے تھے کے والد شیخ محمد امین دس روز شدید بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ایک ہنگامی اجلاس میں شیخ صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اور پسماندگان کے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

(محمد صادق ناظم دفتر جمعیۃ سرگودھا)

بقیہ — صراحات

غیر متوقع طور پر سیمی فائنل میں پہنچی۔ دوسرے یہ کہ سیمی فائنل میں بھارت سے اس کا مقابلہ ہوا۔ اور پاکستان کی ٹیم نے بھارتی ٹیم کو شکست دی۔ اس طرح فائنل میں پہنچ گئی۔ تیسرے یہ کہ فائنل میں اس نے شاندار کامیابی حاصل کی۔

ٹیم کے کھلاڑیوں نے اپنی کامیابی کو جس طرح اللہ تعالےٰ کا فضل قرار دے کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس جذبۂ صادق کا اظہار، زندگی کے تمام شعبوں میں کیا جائے۔

سیاسی اور غیر سیاسی حتیٰ کہ کھیل تک کے معاملے میں یہ بات بار بار سامنے آرہی ہے کہ نامساعد حالات کے باوجود پاکستان کو کامیابیاں نصیب ہوئیں اور ہورہی ہیں کاش اللہ کے اس فضل خاص کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کے تمام معاملات کو خدا کی رضا کے سانچے میں ڈھال لیا جائے کہ سب سے بڑی کامیابی کا ضامن یہ امر ہوگا۔

آخر میں ہم یہ عرض کریں گے کہ کرکٹ جیسے عیاشانہ اور خالص فرنگی کھیل کے مقابلہ میں، جس میں پاکستان ابھی تک کوئی نمایاں کردار انجام نہیں دے سکا، ہاکی جیسے کھیلوں کی حوصلہ افزائی کی جائے بکہ یہ ایک طرح کا سپاہیانہ کھیل بھی ہے اور پاکستان کے لئے باوقار بھی۔

بھارتی وزیراعظم کے موجودہ دورہ کے مضمرات

بھارت کی وزیراعظم کا مغربی ملکوں کا حالیہ دورہ جبکہ بھارت نے پاکستان کی تمام سرحدوں پر اپنی فوجیں جمع کردی ہیں اور وہ اشتعال انگیز کارروائیوں میں مصروف ہیں، نہایت معنی خیز ہے۔

اس اندیشے کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا کہ بھارتی وزیراعظم اس دورہ میں امریکہ سمیت تمام مغربی ملکوں کو پاکستان کے خلاف اپنے بدعزائم میں حامی ومعاون بنانے کی کوشش کریں گی۔

اس مرحلہ پر ان کا یہ دورہ سراسر پاکستان کے خلاف مغربی ملکوں کی رائے عامہ اور حکومتوں کو گمراہ کرنے کے لئے ہے۔

اور اس دورہ سے واپسی پر وہ پاکستان کے لئے بعض نئی مشکلات پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہیں۔

ضرورت ہے کہ اس مرحلہ پر مغربی ملکوں میں پاکستان کے مؤقف کے بارے میں زوردار جوابی مہم جاری کی جائے اور پاکستان کی سرحدوں پر انتظامات کو سخت کردیا جائے۔

ہمیں بھارت کے تمام داخلی اور خارجی اقدامات پر گہری نظر رکھنا چاہیئے۔ اور اس کے توڑ کے بروقت انتظامات کرتے رہنا چاہیئے۔

اچھا ہوتا کہ اس موقعہ پر پاکستان کی کوئی نمایاں شخصیت بھی مغربی ملکوں کے دورہ پر جاتی تاکہ بھارتی وزیراعظم کے دورہ کی زہرافشانی کا ساتھ ہی ساتھ تدارک کرتی چلی جاتی۔

بھٹو صاحب بھی باہر کے دورہ پر گئے ہیں۔ لیکن ان کے دورہ کا مقصد ہنوز واضح نہیں ہوا ہے۔ کاش وہ ہی بھارتی وزیراعظم کے دورہ کے جواب میں قدم آگے بڑھائیں۔

بقیہ — ماضی کی روشنی

یہ ہی وہ لکھنؤ پیکٹ ہے۔ جو میثاق بلی کے نام سے مشہور ہے اور جس کی وجہ سے مسلمانوں کو ایک بڑی قوم کے بجائے اقلیت بننا پڑا۔ ہندو مسلم سوال نے ایک مستقل وفیصلہ کن حیثیت اختیار کرلی اور برطانوی ہند کی سیاست میں مسلمان ثانوی درجہ پر رہ گئے

سعودی عرب جانیوالے قادیانیوں کی فوری اطلاع دیجیئے

اگر کہیں کوئی قادیانی حج کی قرعہ اندازی میں کامیاب ہوگیا ہو۔ یا قرعہ کے بغیر ہی بیت اللہ شریف جا رہا ہو، تو ان کے نام اور پتوں سے فوری طور پر مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

یاد رہے کہ سعودی عرب میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ حال ہی میں بہت سے قادیانی وہاں سے نکالے گئے ہیں۔ چونکہ مرزائی حج کے فارم میں خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ اس وجہ سے عین ممکن ہے کہ وہ قرعہ اندازی میں کامیاب ہوکر حج پر چلے جائیں۔ اس لئے ان کے نام اور پتوں سے آگاہ کیا جائے۔

(حضرت مولانا) منظور احمد چنیوٹی پرنسپل جامعہ عربیہ چنیوٹ ضلع جھنگ)

سترہ سال گذر گئے، لیکن ابھی تک سکول کی عمارت نہیں بنی

مدرسہ عربیہ موڈب چک ۲۱۵ ب تقریباً عرصہ ۱۷ سال سے منظور شدہ ہے۔ مگر اس وقت تک سکول کی عمارت نہیں بن سکی۔ یونین کونسل بنی پھر بگڑ گئی، لیکن سکول کی عمارت جوں کی توں رہی۔ تعداد طلباء اچھی خاصی ہے۔ موجودہ عمارت خام اور غیر مکتفی ہے۔ کیا حکومت کبھی اس طرف توجہ دے گی۔ اس سے قبل اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب مدارس عربیہ جولائی ۱۹۷۰ء میں بلا اطلاع دورہ پر آئے تو کہہ گئے تھے کہ دور افتادہ اور پسماندہ علاقہ ہے۔ طلباء کے مزید اضافہ پر دوسرا مدرس دیا جائے گا۔ اگر مدرسہ نے ترقی کی تو اس درجہ کو رفیق بنانے کی سفارش کی جائے گی۔ اللہ پاک وہ دن جلد لائے کہ بچے سکول کی پختہ عمارت میں بیٹھ کر اطمینان کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں۔ جبکہ تمام سکولوں کی عمارتیں تقریباً پختہ بن چکی ہیں۔

معاونین مدرسہ حاجی لعل محمد نمبردار چک نمبر ۲۱۵ تحصیل صادق آباد و دیگر اہالیان چک ۲۱۵ ب۔ مولوی محمد عبداللہ محمد ایوب، محمد نواز، رانجھا خاں وغیرہ

مجھ سے خط وکتابت اس پتہ پر کیجئے

سید عبدالمجید ندیم فرید آباد کالونی۔ ڈیرہ غازیخاں

بعض دوست گوجرانوالہ کے پتہ پر ڈاک ارسال کرتے ہیں وہ ارسال نہ کیا کریں۔ ضائع ہونے کا اندیشہ ہے

(عبدالمجید ندیم

گوجرانوالہ میں ممبر سازی کی مہم کا آغاز

جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ نے یکم رمضان المبارک کو شہر میں رکن سازی کی مہم کا آغاز محلہ رسول پورہ سے کردیا۔ اس روز جامع مسجد صدیقی محلہ رسول پورہ میں رکن سازی کی نگران کمیٹی کے ناظم مولانا زاہد الراشدی نے خطبہ جمعہ دیا۔ اور نماز جمعہ کے بعد کارکنوں کا اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالسمیع نگینوی منعقد ہوا۔ جس میں علامہ غلام مصطفیٰ صاحب بہاولپوری اور مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کیا۔ علامہ صاحب نے کارکنوں کو تلقین کی کہ رکن سازی کی مہم کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنا کر اسلامی نظام کی تحریک میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور ان کے رفقاء کے ہاتھ مضبوط کریں۔ آپ نے کہا۔ جمعیۃ علماء اسلام کو منظم کرنا وقت کے اہم تقاضوں میں سے ہے۔ اور کارکنوں کو اس سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

مولانا زاہد الراشدی نے رکن سازی کے پروگرام کی تفاصیل بتائیں۔ آپ نے بعد میں بتایا کہ رمضان المبارک میں شہر کے اندر مہم مکمل کرلی جائے گی اور جمعۃ الوداع کو تمام نئے ارکان کا ایک کنونشن جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں ہوگا جس میں آئندہ تین سال کے لئے عہدیداران کا چناؤ کیا جائے گا۔ (حماد سواتی)

ترجمان اسلام

میں

اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

سعید بن مسیب جلیل القدر امام، ابو محمد بن حزن مخزومی، طبقۂ تابعین کے امام، مسیب ان کے باپ اور حزن ان کے دادا دونوں صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن دونوں مسلمان ہوئے ہیں۔ اسلام میں اس منفرد شخصیت کے مالک امام کے فضائل وکمالات کی فہرست بہت طویل وعریض اور بڑی شاندار ہے۔ محترم قارئین کے سامنے ہم یہاں ان میں سے صرف ایک شاندار اور سبق آموز کارنامہ یعنی خود اپنی بیٹی کے نکاح اور رخصتی کا واقعہ پیش کرتے ہیں۔

سعید بن المسیب رحمہ اللہ کی صاحبزادی کی شادی

ان کے بیٹے یحییٰ بن سعید نقل کرتے ہیں۔ امام سعید بن المسیب کی مجلس درس کا حاضر باش ایک شخص تھا۔ جس کا نام عبداللہ بن ابی وداعہ تھا وہ چند روز ان کے درس میں نہ آیا تو امام سعید بن المسیب نے (طلباء سے) اس کا حال دریافت کیا تو اس کو تبلایا گیا کہ امام موصوف نے تمہارا حال (اور غیر حاضری کا سبب) دریافت فرمایا تھا۔ تو (یہ سنکر) وہ شخص امام کی خدمت میں حاضر ہوا سلام عرض کیا۔ اور بیٹھ گیا تو امام موصوف نے اس سے دریافت فرمایا۔ تم اتنے دن سے کہاں غائب تھے؟ اس نے عرض کیا میری بیوی بیمار تھی۔ میں اس کی تیمارداری میں لگا رہا۔ پھر (اسی بیماری میں) اس کا انتقال ہوگیا۔ تو اس کی تجہیز و تکفین میں مصروف رہا۔ (اور درس میں حاضر نہ ہوسکا) امام نے فرمایا: اللہ کے بندے! تم نے ہمیں کیوں نہیں تبلایا کہ ہم اس کی مزاج پرسی کرتے یا وفات کی اطلاع دیتے تو ہم اس کے جنازے میں شرکت کرتے اس کے بعد امام موصوف نے اسے صبر وسکون کی تلقین فرمائی اور اس کے اور مرحومہ دونوں کے لئے دعا فرمائی۔

اس کے بعد فرمایا: اے عبداللہ تم شادی ضرور کرلو، ایسا نہ ہو کہ تم (مرنے کے بعد) اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں غیر شادی شدہ پیش ہو، میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائیں (مجھ جیسے مفلس وقلاش کو اپنی بیٹی کون دے گا؟ خدا کی قسم میرے پاس تو ۴ درم (ایک روپیہ) کے علاوہ ایک کوڑی نہیں" تو امام موصوف نے فرمایا سبحان اللہ۔ کیا ایک مسلمان ۴ درم خرچ کرکے اپنی پاکدامنی کا تحفظ یعنی شادی نہیں کرسکتا؟ اے عبداللہ! میں اپنی بیٹی کی شادی، (چار درم) پر تمہارے ساتھ کرنے کے لئے تیار ہوں اگر تم پسند کرو" اس پر میں ان کے احترام اور جلالت قدر کی بنا پر شرم کے مارے چپ ہوگیا۔ تو فرمایا کیا بات ہے تم چپ کیوں ہوگئے؟ کیا تمہیں ہماری پیشکش قبول نہیں؟ میں نے عرض کیا۔ اللہ جل شانہٗ آپ پر بہت بہت رحمت فرمائیں میں آپ کا دامن عاطفت چھوڑ کر کہاں جاسکتا ہوں؟ خدا کی قسم مجھے یقین کامل ہے کہ آپ چاہیں تو چار درم نہیں چار ہزار درم پر اپنی دختر نیک اختر کی شادی کرسکتے ہیں۔" فرمایا اٹھو اے عبداللہ قبیلہ انصار کے چند معززین کو بلا لاؤ۔" میں اٹھا اور انصار کے معززین میں سے ایک گروہ کو بلا لایا تو امام موصوف نے ان کو گواہ بناکر چار درم مہر پر اپنی دختر فرخندہ اختر کا نکاح میرے ساتھ کردیا اور تمام حاضرین اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

عبداللہ کہتے ہیں۔ میں عشاء کی نماز پڑھ کر پہنچے گھر پہنچا ہی تھا۔ کہ اتنے میں دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی میں نے اندر ہی سے دریافت کیا کون صاحب ہیں؟ جواب آیا سعید۔ عبداللہ کہتے ہیں۔ خدا کی قسم امام سعید بن المسیب کے علاوہ مدینہ کے ہر سعید نامی شخص کی طرف میرا خیال گیا۔ (مگر امام کی طرف مطلق خیال نہیں گیا) اس لئے کہ امام سعید بن المسیب کو تو آج تک کسی نے مسجد جانے یا جنازے کے ساتھ قبرستان جانے کے علاوہ کبھی گھر سے نکلتے ہی نہیں دیکھا تھا۔ تو میں نے پھر پوچھا: کون سعید؟ جواب آیا: سعید بن المسیبؒ۔ یہ سن کر میرے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اور فوراً مجھے خیال آیا کہ شاید شیخ کی رائے بدل گئی ہے اور) عقد نکاح فسخ کرنے کے لئے میرے پاس اس وقت تشریف لائے ہیں۔ اس لئے میں ڈھیلے ڈھیلے قدموں کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولا تو دیکھتا کیا ہوں ایک برقعہ پوش دوشیزہ ہیں۔ باربرداری کے جانوروں پر سامان خانہ داری بندھا ہوا ہے اور ایک خوبصورت کنیز ہے۔ تو امام موصوف نے سلام کیا اور پھر فرمایا: لو عبداللہ یہ تمہاری بیوی ہے" تو میں نے شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہوکر عرض کیا؛ اللہ جل شانہٗ آپ پر رحمت فرمائیں، میرا تو ارادہ تھا کہ یہ رخصتی چند روز بعد ہو" فرمایا: کیوں؟ کیا تم نے تبلایا نہ تھا کہ میرے پاس چار درم ہیں؟ میں نے عرض کیا یہ تو صحیح ہے چار درم تو میرے پاس ہیں لیکن میری خواہش یہی تھی کہ یہ رخصتی چند روز بعد ہوتی فرمایا یہ تمہاری بیوی تو بن ہی چکی اب میں نے یہ گوارہ نہ کیا کہ بیوی کے ہوتے تم ایک رات بھی بغیر بیوی کے بسر کرو۔ اور اس کی مسؤلیت اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھ پر عائد ہو یہ تمہاری بیوی ہے یہ تمہارا (جہیز کا) سامان ہے اور یہ کنیز تمہاری خادمہ ہے اس کے پاس ایک ہزار درم تمہارے خرچ کے لئے ہیں۔ تو یہ سنبھالو، اے عبداللہ خدا کی قسم تم اس (میری بیٹی) کو بڑا ہی تہجد گذار اور روزہ دار، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عارف وعالم پاؤگے اس لئے اس کے ساتھ سلوک کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا مگر دیکھو اگر امور خانہ داری میں اس سے کوئی ناپسندیدہ یا ناگوار بات سرزد ہو تو اس کا مجھ سے تعلق (یعنی میری بیٹی ہونا) تمہارے لئے اس کی اصلاح وتنبیہ کرنے سے ہرگز ہرگز مانع نہ ہونا چاہیئے یہ نصیحت فرمانے کے بعد وہ اپنے لخت جگر کو میرے سپرد کرکے تشریف لے گئے

عبداللہ کہتے ہیں: بخدا میں نے اس سے بڑھ کر کتاب اللہ قاری وحافظ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم ومحدث اور اللہ عزوجل سے اس سے زیادہ ڈرنے والی کوئی عورت آج تک نہیں دیکھی.. بخدا بعض ایسے پیچیدہ اور دشوار فقہی مسائل جن کے حل کرنے سے بڑے بڑے فقہا عاجز رہتے ہیں۔ میں نے امام سعید بن المسیب کی صاحبزادی سے دریافت کئے ہیں اور ان کا تسلی بخش حل اور علم ان کے پاس موجود پایا ہے۔ روایت ہے کہ شادی کے بعد ایک دن صبح سویرے عبداللہ کہیں جانے لگے۔ تو ان کی بیوی نے دریافت کیا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ تو اس پر عبداللہ نے کہا: آپ کے والد امام سعید بن المسیب کے حلقۂ درس میں جاتا ہوں" تو کہنے لگیں، بیٹھو بھی! میں خود تمہیں درس دے دیتی ہوں۔ یہی ہیں وہ اخلاق فاضلہ اور علمی کمالات جن کی بدولت امام سعید بن المسیبؒ وسلم چودہ صدیاں گذر جانے کے بعد زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

ماخوذ بینات کراچی

کی سیرت کو نصابی کتابوں سے کھرچ کھرچ کر نکالا جا رہا ہے۔ گویا پاکستان اب ایسی مملکت کا نام بنتا جارہا ہے جہاں ہر عیاشی وفحاشی اور ہر بداخلاقی وبے حیائی تو خوب پھل پھول رہی ہے مگر مسلمانوں کے لئے اپنے اسلامی عقیدے کا اظہار بھی جرم ہے مزید تعجب وافسوس اس پر ہے کہ پاکستان کے دشمن تو پاکستان کے جزو لاینفک سمجھے جائیں اور مملکت کے انتظام وانصرام کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہ سمجھا جائے ظاہری وباطنی غداروں کے لئے مسند اقتدار بھی بچھائی جائے مگر ملک کے وہ مخلص مسلمان جو کلمۂ حق تو برملا کہنا جانتے ہیں مگر غداری اور سازش کے مفہوم سے بھی ناآشنا ہیں ان کی مخلصانہ آواز کو ہر ممکن طریقے سے دبانے کی کوشش کی جائے ایک حدیث میں علامات قیامت کے ذیل میں فرمایا گیا ہے۔ ولیؤتمن الخائن، ویخون الامین (خائن کو امین اور امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حکمرانوں کو اس اسلامی ملک کو ظاہری و باطنی فتنوں سے ہر طرح محفوظ کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ پاکستان کو صحیح طور پر اسم بامسمیٰ بناکر تمام عالم اسلام کی قیادت کا اسے علمبردار بنائے۔

F No. 67715 সাপ্তাহিক WEEKLY REGD.L. No. 7132

তরজুমানেইসলাম TARJUMAN E ISLAM

লাহোর LAHORE Price [illegible]

ایک اہم اپیل

حضرت درخواستی صاحب، مفتی محمود صاحب، مولانا لاہوری اور دیگر مشائخ و علماء

پاکستان میں اسلام کے مستقبل کا دارو مدار اسی بات پر ہے کہ یہاں خالص اسلامی دستور اور نظام نافذ ہو اور اس دستور و نظام کو چلانے والے وہ لوگ ہوں جو قرآن، حدیث اور اسلامی قانون و فقہ پر عبور رکھتے ہوں۔ جب تک ایسا نہیں ہو جاتا، پاکستان کا مستقبل ہی خطرات کی زد میں رہے گا۔

پاکستان کی وحدت، سالمیت، بقا، استحکام کے لئے اور دشمنوں کی سازشوں داخلی شرپسندوں، علیحدگی چاہنے والوں اور غیر اسلامی نظریات کے حامیوں سے نمٹنے کیلئے ضروری ہے کہ اسلام کو پاکستان کی دستوری، قانونی، سیاسی، معاشی، اقتصادی اور معاشرتی اساس مقرر کیا جائے۔

کل پاکستان جمیعت علماء اسلام ان مقاصد کے حصول کے لئے ہی برابر جد وجہد کرتی چلی آ رہی ہے۔ اور آج جب کہ پاکستان کیلئے اور پاکستان میں اسلام کی بقا کے لئے فیصلہ کن وقت آ پہنچا ہے۔ کل پاکستان جمیعت علماء اسلام کی سرگرمیوں کو تیز تر ہو جانا چاہیئے تاکہ اسلامی مطالبات کو جلد سے جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔

لیکن اس کا انحصار مسلمان عوام و خواص کے تعاون پر ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ پاکستان کا ہر مسلمان جمیعت علماء اسلام کی اس جد وجہد میں شریک ہو جائے اور دامے درمے قدمے سخنے اس جد وجہد میں حصہ لے۔

ہم پاکستان کے تمام اہل دین اور اسلام کا درد رکھنے والوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جمیعت علماء اسلام کو مضبوط بنانے کے لئے اس کی زیادہ سے زیادہ مالی امداد کریں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ہر قسم کے عطیات، زکواۃ، خیرات وغیرہ کی رقوم جمیعت علماء اسلام کے بیت المال میں جمع کرائی جائیں۔ جنہیں شرعی احکام کے مطابق صرف میں لا کر پاکستان کی سلامتی اور اسلام کی سربلندی کے مقصد کو پورا کیا جا سکے۔

ہم پاکستان کے تمام اہل اسلام اور اپنے سے وابستہ افراد سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ وہ وقت کی سب سے بڑی اس اسلامی خدمت میں حصہ لے کر دنیا اور آخرت کا بہترین اجر اور خدا و رسول کی خوشنودگی حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ ہی تمام کاموں کے کارساز ہیں

(حضرت مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی (مدظلہ) امیر کل پاکستان جمیعت علماء اسلام۔ حضرت مولانا علی اللہ الانور (مدظلہ) امیر کل پاکستان جمیعت علماء اسلام صوبہ پنجاب۔ حضرت مولانا مفتی محمود ایم۔ این۔ اے (مدظلہ) ناظم عمومی کل پاکستان جمیعت علماء اسلام (حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ایم۔ این۔ اے (مدظلہ) ناظم کل پاکستان جمیعت علماء اسلام۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف حضرت مولانا عبد الہادی صاحب سجادہ نشین دین پور شریف۔ حضرت مولانا اسعد صاحب ہالیجی شریف سکھر۔ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب بیر شریف لاڑکانہ۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب بہلی والے شجاع آباد۔ حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب (مدظلہ) قصبہ عبد الحکیم۔ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب (مدظلہ) رائے پوری، خلیفہ حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ اور بہت سے مشائخ عظام نیز حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری (مدظلہ) حضرت مولانا عبد الحق صاحب ایم۔ این۔ اے (مدظلہ) اکوڑہ خٹک اور اس پایہ کے دیگر جلیل القدر علماء کل پاکستان جمیعت علماء اسلام کے ساتھ گہری ہمدردی اور وابستگی رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے وابستگان، تلامذہ سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس نازک مرحلہ پر جمیعت علماء اسلام کی معاونت کے لئے اپنے اپنے حلقہ اثر کو آمادہ کریں گے۔

امداد عطیات، زکواۃ، صدقات وغیرہ کی رقوم بھیجنے کا پتہ

مولانا مفتی محمود صاحب، ناظم عمومی کل پاکستان جمیعت علماء اسلام، مرکزی کل پاکستان جمیعت علماء اسلام بیرون لوہاری دروازہ ملتان شہر

نوٹ

حضرت امیر اور حضرت ناظم عمومی کی جانب سے ملک بھر میں جمیعت کے کارکنوں عہدیداروں اور جمیعت سے وابستہ افراد کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ آج سے اپنے اپنے حلقوں میں مرکز کے لئے امداد، زکواۃ، عطیات وغیرہ کی وصولی اور فراہمی کے کام میں لگ جائیں اور یہ مہم پورے ماہ شعبان ماہ رمضان زبردست سرگرمی کے ساتھ جاری رہے۔